Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز

اُردو رسالہ

ایڈیٹر - قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۲	فروری سنہ ۱۹۲۷ء - مطابق رجب المرجب سنہ ۱۳۴۵ھ	جلد ۲۲

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مصنف
ٹیکہ پلیگ اور احمدیت	۴۹-۶۰	ڈاکٹر محمد شاہنواز خان صاحب ایم بی بی ایس -
مسیح ناصریؑ کی قبر کشمیر میں	۶۱-۶۲	مولوی نظام الدین صاحب مبلغ کشمیر
شذرات	۶۳-۶۴	ماخوذ
اسلامی تقدیر متعلق خدا اور آریہ سماج کی کشمکش	۶۵-۷۲	مولوی عمر الدین صاحب شملہ -
اننت منتھ روانا مدلک	۷۳-۷۸	مولانا محمد اسمٰعیل صاحب (مولوی فاضل)
عشرہ کاملہ کے چیلنج کا کھلا کھلا افتراء	۷۹-۸۰	اکمل

[illegible] ۱/۴ [illegible]

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں منشی عبد الرحمٰن کشمیری پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

[illegible]

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہ فروری کا رسالہ وی پی

یہ رسالہ تمام خریداران ریویو کے نام ۱۹۲۵ء کی قیمت پیشگی وصول کرنے کے لئے وی پی جاتا ہے۔ امید ہے وصول فرماکر ہمیں اس قابل بنائینگے کہ ہم رسالہ باقاعدہ جاری رکھ سکیں جن دوستوں نے تاحال ۱۹۲۴ء کی قیمت ادا نہیں کی تھی ان کے نام جنوری کا رسالہ وی پی ہوا اکثر نے واپس کر دیا۔ یہ وہ نقصان رساں بات ہے جسکی ایک احمدی سے توقع نہیں ہوسکتی ؛

سال گذشتہ کا نیا لٹریچر

۱۹۲۴ء کے جلسہ سالانہ پر جو کتابیں نئی تیار ہوئیں ان کا ذکر مختصراً حسب معمول کئے دیتا ہوں :-

تنقید صحیح - بہائیوں نے ایک فرضی مباحثہ بہاء صحیح کے نام سے چھاپا جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مہدی اور مسیح دو الگ الگ وجود ہیں۔ عزیزی مولوی جلال الدین صاحب شمس نے اس کے حصہ اول کا دندان شکن تسلی بخش جواب دیا ہے۔ اس کے متعلق مفصل لکھنے کا ارادہ ہے۔ دفتر فاروق سے ۸/ پر منگوا لیجئے ؛

نصیر شباب قادیان کیفیت ویدآریوں کے رد میں مباحثہ فضل حسین کی تصنیف اور شہادت نعمت اللہ خان پنجابی منظوم ۔

برادرم محمد یامین صاحب تاجر کتب اسلامی نماز ۱۰/ - ادعیۃ الرسول ۲/ - فلسفہ خلا سفر ۲/ سفرنامہ مارشس ۱/ - تقریروں کا مجموعہ ۶/ - حقیقۃ اللہ ۶/ - مباحثہ میانی ۶/ - محبت الٰہی ۶/ نماز مترجم ۱۰/ - نیوگ شاستر ۴/ - احمدی جنتری ۱۹۲۵ء ۲/ - تقریر اور خط ۳/

کتاب گھر قادیان سیرت النبی (صحیح البخاری کی روایات پر مشتمل) حضرت خلیفۃ المسیح کے مضامین کا مجموعہ) کلام محمود مکمل ۱۰/ - پیغام آسمانی رپورٹ [illegible] کا لیکچر) ۲/ - رسول کریم اور آپکی تعلیم ۳/ - سیاسی لیکچر [illegible] - قول الحق [illegible] در ثمین عربی با اعراب مترجم [illegible] - پاکٹ کلید قرآن [illegible] - رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب [illegible] - آئینہ اسلام ۱۲/ برگزیدہ رسول (جواب رنگیلا رسول) ۵/ - آئینہ سماج ۸/

بک ڈپو - دعوت الامیر (تحفہ کابل) [illegible] - احمدیت حقیقی اسلام [illegible] حضرت خلیفۃ المسیح کی ان کتابوں میں بیش بہا معارف و معلومات کا خزانہ ہے۔

احکام القرآن [illegible] حکیم محمد الدین صاحب گوجرانوالہ سے [illegible] کارزار شدھی [illegible] مکالمہ حالات [illegible] محمد شفیع صاحب چہتہ بازار لاہور سے طلب کریں۔ **مرہم عیسیٰ کی ڈبیاں آگئیں** اکثر احباب ہم سے طلب کرتے تھے اور دفتر میں موجود نہ تھیں اب کافی ذخیرہ موجود ہے چھوٹی ڈبی ۱۲/ متوسط [illegible] ملنے کا پتہ مشیخۃ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

ٹیکۂ پلیگ اور احمدیّت

پنجاب میں پلیگ کے حملے اور کثرت اموات

پنجاب میں عرصہ اٹھائیس سال سے پلیگ کے حملے ہو رہے ہیں جن میں سے تین یا چار حملے خاص طور پر شدید ہوئے ہیں۔ اس مہلک اور لاعلاج مرض سے جو نہایت خطرناک طور پر وبائی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ کئی لاکھ انسان اور ذی روح ہلاک ہو چکے ہیں۔ چنانچہ پنجاب میں ۱۹۰۱ سے ۱۹۰۳ تک ۱۵ لاکھ انسان ہلاک ہوئے۔ اور پچھلے سال ایک ضلع گجرات میں چو نسٹھ ہزار نفوس طاعون کا شکار ہو گئے۔ اس کثرت اموات کو دیکھ کر ہمارا فرض ہے۔ کہ اس وبا کا مناسب علاج اور حفظِ ماتقدّم کی تدابیر سوچی جائیں۔ تا اُنپر کاربند ہو کر ہمارے بھائی اس بلائے طاعون سے محفوظ ہو جائیں۔ علاج کے متعلق جہاں تک مجھ کو علم ہے۔ تا حال پلیگ کا کوئی مخصوص اور شافی علاج بجز توبہ اور استغفار کے نہیں۔ مَیں یہ نہیں کہتا۔ کہ یہ مرض لاعلاج ہے۔ کیونکہ میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض ایسا پیدا نہیں کیا جس کا علاج بھی پیدا نہ کیا ہو۔ بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ۔ یہ ہمارے علم اور تجربہ کی کمی ہے کہ ہم کو ابھی تک پلیگ کا علاج معلوم نہیں ہوا۔ لہٰذا صرف ایک ہی علاج یا طریق حفاظت یعنی حفظِ ماتقدّم ہم آپ کو بتا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ہافکن موجد ٹیکہ پلیگ اور گورنمنٹ کا شکریہ

مَیں اُس لائق و فائق ڈاکٹر ہافکن کا بہت مشکور ہوں جس نے بہت محنت اور فکر کے بعد پلیگ کا حفظِ ماتقدّم یعنی پلیگ کا ٹیکہ تجویز کیا۔ اور اسکے بعد گورنمنٹ عالیہ انگریزی ہمارے شکریہ کی مستحق ہے۔ جس نے لاکھوں روپیہ کا بوجھ اپنے سر لے کر اپنی رعایا کے فائدہ کے لئے ٹیکہ لگوانے کا انتظام کیا۔ اور کئی ایک تجربہ کار اور قابل ڈاکٹر اس کام کے لئے ملازم رکھے۔ یہ عاجز بھی چونکہ پلیگ ڈیوٹی پر متعین ہے۔ اسلئے میرا فرض ہے۔ کہ جہاں مَیں لوگوں کو جسمانی ٹیکہ پلیگ لگوانے کی ترغیب دیتا اور لگاتا ہوں۔ وہاں اُنکو

روحانی علاج کی اہمیّت

روحانی علاج اور طریق حفاظت کی طرف بھی توجّہ دلاؤں۔ ایک ڈاکٹر کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف جسمانی علاج بتائے بلکہ روحانی علاجوں کی بھی لوگوں کو ترغیب دے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاکہ مریض کے جسم اور روح دونوں کو فائدہ پہنچے۔ اور وہ نہ صرف اس دنیا میں پلیگ کی موت سے بچ جائیں۔ بلکہ انکو آخرت میں بھی حقیقی نجات اور ابدی زندگی نصیب ہو۔

پلیگ سے بچنے کے دو طریق

اس وقت صرف دو طریق حفاظت ہم کو معلوم ہیں۔ ایک تو گورنمنٹ عالیہ کا جسمانی ٹیکہ پلیگ اور دوسرا وہ روحانی ٹیکہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے بائیس برس پہلے خداوند تعالیٰ سے وحی پاکر تجویز کیا۔

طاعون وبا نہیں عذاب الٰہی ہے

یاد رکھو کہ اس بلائے طاعون سے جس کو میں ایک وبائی مرض مانند انفلوانزا یا ہیضہ وغیرہ نہیں۔ بلکہ خدا کا ایک عذاب اور غضب سمجھتا ہوں۔ جو کہ لوگوں کی شرارتوں کثرت گناہ و بدکاریوں اور نبیوں کی مخالفت کی وجہ سے دنیا پر بھڑک رہا ہے بچنے کے لئے آج صرف دو ہی طریق حفاظت موجود ہیں۔ اور وہ دو قسم کے ٹیکے ہیں جن میں سے ایک جسمانی اور دوسرا روحانی ہے۔

روحانی اور جسمانی ٹیکہ

اوّل الذکر تو ایک عاجز انسان ڈاکٹر ہافکن کا تجویز شدہ ہے۔ اور ثانی الذکر اس حکیم اور علیم خدا نے جس کی صفت شافی ہے۔ حضرت احمد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہم کو بتایا ہے۔ فی زمانہ پلیگ سے بچنے کے لئے ان دو ٹیکوں کے علاوہ اور کوئی طریق حفاظت نہیں۔ لہٰذا ایک ٹیکہ ہم کو ضرور لگوانا ہوگا۔ خواہ جسمانی ہو۔ یا روحانی۔ میں بوثوق کہتا ہوں کہ جو شخص ان دونوں ٹیکوں کی مخالفت کرتا ہے۔ اور ان میں سے ایک کو اپنے لئے پسند کرنے کو تیار نہیں۔ وہ اس بلائے طاعون سے محفوظ نہیں ہے۔

قانون کا احترام لازمی ہے

ٹیکہ پلیگ کے متعلق معلوم ہے کہ جن لوگوں کی نسبت گورنمنٹ کا قطعی حکم ہو۔ ان کو ضرور ٹیکا کرانا چاہیئے۔ کیونکہ قانون کا احترام اور گورنمنٹ کے حکم کی اطاعت ضروری ہے۔ ہاں جن کو اپنی مرضی پر چھوڑا گیا ہے۔ وہ اپنے لئے جو نسا ٹیکہ بہتر ہو۔ چن لیں۔ عقلمند انسان ہمیشہ اپنے لئے بہترین طریق حفاظت پسند کرتا ہے۔ لہٰذا میں ان دونو ٹیکوں کا مقابلہ کر دیتا ہوں۔ تا ان میں سے جو بہتر ہو اسکو اپنے لئے پسند کر لیا جائے۔

جسمانی ٹیکہ پلیگ اور روحانی ٹیکہ کا مقابلہ

جسمانی ٹیکہ ظنّی اور روحانی یقینی ہے

(۱) جسمانی ٹیکہ ایک ڈاکٹر نے اپنی عقل سے معلوم کیا ہے۔ اور اسکی بنا صرف مشاہدہ پر ہے۔ لہٰذا وہ ظنّی ہے۔ اور قطعی اور یقینی نہیں ہو سکتا۔ مگر روحانی ٹیکہ اس حکیم مطلق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے اپنی صفت شافی کے ماتحت الہام کے ذریعہ اپنے پیارے مامور اور مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا ہے۔ لہٰذا یہ ٹیکہ یقینی اور قطعی ہے۔ کیونکہ یہ خالق عزّ وجلّ کا تجویز شدہ ہے۔

(۲) جسمانی ٹیکہ کا اثر اگر جسم قبول کرے۔ تو اس سے ۸۰ فیصدی لوگ طاعون سے بچ جاتے ہیں۔ مگر روحانی ٹیکہ اگر پوری طرح لگوایا جائے تو اس سے بفضلِ خدا یقیناً ۱۰۰ فیصدی لوگ طاعون سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

جسمانی ٹیکہ کا فائدہ عارضی اور روحانی ٹیکہ کا دائمی ہے

(۳) جسمانی ٹیکہ کا اثر صرف چار ماہ تک رہتا ہے۔ اس لئے پلیگ سے بچنے کے لئے بار بار لگوانا پڑتا ہے۔ مگر روحانی ٹیکہ اگر ایک دفعہ بخوبی لگ جائے تو تا دمِ زیست کافی ہے

روحانی ٹیکہ زیادہ مؤثر ہے اور حقیقی نجات دلاتا ہے

(۴) جسمانی ٹیکہ صرف اس دنیا میں ہی مفید ہے۔ اور اس کا اثر انسان کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ مگر روحانی ٹیکہ نہ صرف اس دنیا میں طاعون سے بچاتا ہے۔ بلکہ آخرت میں بھی اسکو ابدی زندگی اور حقیقی نجات نصیب ہوتی ہے۔

(۵) اسکے علاوہ روحانی ٹیکہ ایسا یقینی محفوظ اور خالی از خطر ہے کہ اسکو لگواتے وقت کسی قسم کا ڈر و اندیشہ نہیں ہوتا کیونکہ یہ حکیم مطلق کا مجوزہ ہے۔ اس لئے انسان اطمینانِ قلب اور خوشی کے ساتھ اسکو لگوا سکتا ہے۔

جسمانی ٹیکہ صرف جسم کے لئے مفید ہے۔ مگر روحانی ٹیکہ آپکے جسم اور روح دونو کی حفاظت کریگا یعنی پلیگ سے بھی بچوگے۔ اور ابدی نجات بھی ملیگی۔

روحانی ٹیکہ جسمانی ٹیکہ سے افضل ہے

(۶) یہ سب امور ثابت کرتے ہیں کہ روحانی ٹیکہ جسمانی ٹیکہ سے افضل ہے۔ اسلئے ہم سب کو روحانی ٹیکہ لگوانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ روحانی ٹیکہ کیا ہے۔ اور کس طرح لگ سکتا ہے؟

وہ روحانی ٹیکہ کیا ہے؟

وہ روحانی ٹیکہ جس کا لگوانا پلیگ سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ میں حضرت مرزا صاحبؑ کے الفاظ میں نقل کر دیتا ہوں:۔

"خدا نے چاہا ہے۔ کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے۔ سو اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تُو اور جو شخص تیرے گھر کی چاردیوار کے اندر ہوگا۔ اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائیگا۔ وہ سب طاعون سے بچائے جائینگے۔ پھر فرمایا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئیگی۔ جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں۔ اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں۔ اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے۔" (کشتی نوح صفحہ ۲)

یعنی جو شخص صدق دل کے ساتھ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے۔ اور بیعت کر چکنے کے بعد وہ اُس تعلیم پر جو حضرت صاحب نے کشتی نوح میں درج فرمائی ہے۔ یعنی اسلام کی اُس حقیقی تعلیم پر جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے وحی پاکر قرآن کریم کے ذریعہ ہم کو دی ہے۔ عمل پیرا ہو۔ وہ طاعون سے بچایا جائیگا۔ اور نہ صرف اس بلائے طاعون سے نجات ملیگی بلکہ وہ اسی دنیا میں موعودہ بہشت کا مزہ چکھیگا۔ اور ابدی زندگی پائیگا۔ میں بیشک کہونگا۔ کہ جسمانی ٹیکہ کا لگوانا بہ نسبت روحانی ٹیکہ کے بہت آسان ہے۔ گو جسمانی ٹیکہ کے لگواتے وقت درد ہوتا

روحانی ٹیکہ کا لگوانا ایک بڑی قربانی ہے۔

ہے۔ اور دو دن کے لئے بخار بھی ہو جاتا ہے۔ اور روحانی ٹیکہ کے لگواتے وقت نہ کوئی درد ہوتا ہے۔ نہ بخار۔ مگر پھر بھی میں یہی کہوں گا۔ کہ روحانی ٹیکہ کا لگوانا مشکل ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑی قربانی ہے۔ کیونکہ جسمانی ٹیکہ کا عمل تو ایک لمحہ کی درد اور دو دن کے بخار کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ مگر روحانی ٹیکہ اپنا اثر زندگی کے قیام تک کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ یہ ٹیکہ بیعت کے چند الفاظ مُنہ سے کہدینے کے ساتھ ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ بیعت کنندہ کو اسکے بعد ایک موت سی زندگی میں اپنے اوپر وارد کرنی پڑتی ہے۔ اور نفس کے بُرے خیالات اور گندی خواہشات کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ جو ایک

اس سے مراد یہ نہیں کہ اسلام کی تعلیم ایسی پیچیدہ اور مشکل ہے۔ کہ انسان اسپر عمل نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس موت سے مراد ایک جنگ ہے۔ جو اپنے نفس کے ساتھ کرنی پڑتی ہے۔ اور جس کے بعد فتح حاصل ہوتی ہے۔

روحانی ٹیکہ ایک موت دیکر ابدی زندگی بخشتا ہے۔

اس میں کوئی نہیں کہ بیعت کے بعد بیعت کنندہ کو اپنے نفس کو مارنا پڑتا ہے۔ یعنی اپنے اوپر ایک موت لینی پڑتی ہے۔ مگر مبارک ہیں وہ لوگ جو اس ٹیکہ کو لگوا کر اپنے اوپر یہ موت لیں۔ کیونکہ درحقیقت یہ موت نہیں۔ بلکہ زندگی ہے۔ اس لئے کہ اس موت کے بعد انکو ابدی زندگی اور حقیقی نجات ملیگی۔ یعنی ایسی زندگی کہ جسکے بعد کوئی موت نہیں

اللہ تعالیٰ اور حضرت احمد نبی اللہ ہماری شکریہ کے زیادہ مستحق ہیں

ہمیں ڈاکٹر ہافکن اور گورنمنٹ عالیہ کا بھی شکر گذار ہونا چاہیئے۔ جنہوں نے ہماری جسمانی حفاظت کا سامان کیا۔ مگر میرے نزدیک وہ خالق عزّ وجل ہماری شکریہ کا زیادہ مستحق ہے۔ جس نے نہ صرف ہماری جسم بلکہ روح اور جسم دونوں کی حفاظت کے لئے ایک حقیقی شافی نسخہ تجویز کیا۔ اور اسکے بعد ہمیں خدا کے اس سچے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت احمد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ کہ جن کے ذریعہ سے ہم کو دوبارہ ہدایت ملی اور اس روحانی ٹیکہ کا علم ہوا۔

گو روحانی ٹیکہ کا لگوانا مشکل ہے۔ مگر ہمیں اسی کے لگوانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ پلیگ سے بھی بچیں اور ابدی زندگی بھی حاصل کریں۔

آسمانی ٹیکہ گورنمنٹ کے مقاصد کے خلاف نہیں۔

یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمانی ٹیکہ گورنمنٹ عالیہ کے مقاصد کے خلاف نہیں۔ اور نہ ہی یہ عاجز اس مضمون کے ذریعہ ٹیکہ پلیگ کے خلاف کوئی پراپیگنڈا پھیلانا چاہتا ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ کا اور نیز ہمارا منشاء یہ ہے کہ لوگوں کو کسی طرح طاعون سے بچائیں۔ . . . نہ یہ کہ ضرور ٹیکہ لگائیں۔ ٹیکہ تو اس لئے لگاتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس اسوقت سوائے ٹیکہ پلیگ کے اور کوئی تدبیر بطور حفظ ماتقدم نہیں ہے۔ اگر آج ہمیں ٹیکہ سے بہتر کوئی تدبیر مثلاً کوئی جڑی بوٹی یا انگریزی دوائی ملجائے جو پلیگ کو روک سکے۔ تو اس ٹیکہ کو جس کے کرنے کے لئے ہمیں زمینداروں کے ساتھ اتنی سرکھپائی کرنی پڑتی ہے۔ خیرباد کہنے کو تیار ہیں۔ لہٰذا اگر پلیگ سے بچنے کے لئے لوگوں کو کوئی اور آسان یقینی اور مفید تجویز بتائی جائے۔ تو یہ ہمارے مقصد کے خلاف نہیں۔ کیونکہ اصل مقصد تو پلیگ سے نجات ہے۔ خواہ جسمانی ٹیکہ سے ہو۔ یا روحانی ٹیکہ یا کسی دوائی کے کھانے سے۔

جسمانی اور روحانی ٹیکہ میں مشابہت

اب میں جسمانی ٹیکہ کے عمل اور اسکے اثر کو وضاحت کے ساتھ بیان کر کے اس کی روحانی ٹیکہ سے مشابہت بتاؤنگا۔ تاکہ لوگوں کو اس آسمانی ٹیکہ کی بھی ماہیت معلوم ہو جائے۔ میں یہ التجا کرونگا۔ کہ احباب اسکو غور سے پڑھیں۔ کیونکہ اس مشابہت میں ضمناً اُن اعتراضات کا جواب بھی آجائیگا۔ جو آسمانی ٹیکہ کے متعلق لوگ عموماً احمدیوں پر کرتے ہیں۔

سُوئی کا لگنا۔ اور بیعت کرنا ظاہری عمل ہیں

(۱) جسمانی ٹیکہ میں ظاہری عمل صرف سوئی کا چبھونا اور دوائی کا جلد کے اندر داخل کرنا ہے۔ اور روحانی ٹیکہ میں ظاہری عمل صرف ہاتھ میں ہاتھ دینا اور بیعت کے الفاظ مُنہ سے کہنا ہے۔ مگر یہ دونو اسی پر ختم نہیں ہو جاتے۔

بخار کا چڑھنا اور تریاق کا بننا

(۲) اسکے بعد جسمانی ٹیکہ میں دو یا تین دن کے لئے بخار ہو جاتا ہے اور یہ بخار اس جنگ کا نتیجہ ہے۔ جو جسم اور داخل شدہ زہر کے درمیان ہوتی ہے۔ جس میں آخر جسم کو فتح ملتی ہے۔ اور ایک تریاق جسم اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے۔ جو اسکو آئندہ پلیگ کے حملوں سے بچا لیتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف ٹیکہ لگوالینا کافی نہیں

یاد رکھو کہ صرف ٹیکہ لگوالینا انسان کو پلیگ سے محفوظ نہیں کر سکتا جبتک جسم بھی اس داخل شدہ زہر کے اثر کو قبول نہ کرے۔ اور اس کے بعد اس زہر کا مقابلہ کرکے اپنے اندر تریاق (اینٹی باڈی) پیدا نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض دفعہ ٹیکہ شدہ لوگوں کو بھی پلیگ کا حملہ ہو جاتا ہے۔

نفس کے ساتھ جنگ ابتلاؤں کا آنا اور تقویٰ کا تریاق بننا

اسی طرح جب انسان روحانی ٹیکہ لگواتا ہے۔ یعنی بیعت کرتا ہے۔ تو اسکی ضمیر اور نفس کے درمیان جنگ ہوتی ہے۔ جس سے اسکو طرح طرح کے ابتلاء بھی آتے ہیں۔ (جسمانی ٹیکہ کا بخار) اور بالآخر وہ شخص اپنے نفس پر فتح حاصل کرکے اپنے اندر تقویٰ کا روحانی تریاق پیدا کرلیتا ہے۔ جو اسکو آئندہ نہ صرف جسمانی امراض مثلاً پلیگ سے بچاتا ہے۔ بلکہ روحانی امراض اور ٹھوکروں اور ابتلاؤں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ اور جس کے نتیجہ میں اسکو بفضلِ خدا ابدی نجات ملتی ہے۔

صرف زبان سے بیعت کرلینا کافی نہیں

جس طرح صرف ٹیکہ لگوالینا کافی نہیں۔ جبتک جسم اسکے اثر کو قبول نہ کرکے تریاق پیدا نہ کرے۔ اسی طرح یاد رکھو کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرلینا کافی نہیں جبتک اسلام کے تمام احکام پر پوری طرح عمل پیرا نہ ہو۔ تب تمہارا جسم تمہارے اندر تقویٰ کا روحانی تریاق پیدا کریگا۔ جو تم کو ہر بلا سے محفوظ رکھیگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بعض دفعہ بیعت کنندہ بھی طاعون سے ہلاک ہو جاتا ہے۔

ٹیکہ کی منفی صورت اور پلیگ کا اندیشہ

(۳) ٹیکہ لگوا چکنے کے بعد اور تریاق پیدا ہونے سے پہلے جسم کی ایک خاص حالت ہوتی ہے۔ جسکو ٹیکہ کی منفی صورت (.....) کہا جا سکتا ہے (دیکھئے ٹوفیز) یہ حالت چند گھنٹوں کے لئے ہوتی ہے۔ اسوقت جسم کی حالت نازک ہوتی ہے۔ اور خطرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ٹیکہ شدہ اگر طاعون زدہ کے پاس چلا جاوے تو اسکو بھی پلیگ ہو جانیکا سخت اندیشہ ہوتا ہے۔

ٹیکہ کی مثبت صورت اور تریاق کا بننا

اسکے بعد پھر ٹیکہ کی مثبت صورت (پازیٹو فیز) شروع ہوتی ہے۔ جس میں تریاق بنتا ہے۔ جو جسم کو پلیگ کے حملوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اسی طرح روحانی ٹیکہ لگوانے

بیعت کے بعد آسمانی ٹیکہ کی منفی صورت یعنی ابتلاؤں کا زمانہ

کے بعد (یعنی بیعت کرنے کے بعد) اس ٹیکہ کی بھی پہلے منفی صورت شروع ہوتی ہے (یعنی تکلیفوں اور ٹھوکروں کا زمانہ) جسمیں طرح طرح کے ابتلاء آنے شروع ہوتے ہیں اور سلبِ ایمان کا خطرہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً رشتہ داروں۔ اور دوستوں کی مخالفت۔ جائداد کے ہاتھ سے جانیکا خوف۔ سوشیل بائیکاٹ کا ڈر وغیرہ وغیرہ۔ ان ابتلاؤں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ٹھوکر دں سے اگر بیعت کنندہ بچ جائے۔ تو پھر اس آسمانی ٹیکہ کی بھی مثبت صورت شروع ہو جاتی ہے جس میں وہ اپنے اندر تقویٰ کا روحانی تریاق پیدا کر لیتا ہے۔ جس طرح جسمانی ٹیکہ کی منفی صورت میں پلیگ ہو جانیکا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح روحانی ٹیکہ کی منفی صورت (ابتلاؤں کے زمانہ) میں بھی مرتد ہو جانیکا اندیشہ ہوتا ہے۔ مثلاً اس حالت میں اگر کوئی شریر مولوی مل جائے۔ تو وہ اس کو ورغلا کر آسانی سے احمدیت سے پھیر سکتا ہے۔ کیونکہ اسکے پہلے ہی ابتلاء آئے ہوتے ہیں۔

ٹیکہ شدہ کے لئے دیگر ضروری ہدایات

(۴) ٹیکہ شدہ لوگوں کو ٹیکہ کے علاوہ دیگر ہدایات متعلقہ پلیگ اگرچہ بطور حفظِ ماتقدم عمل کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ ایک غیر ٹیکہ شدہ کو۔ مثلاً ان کو بھی چاہیئے کہ گھروں کو صاف ستھرا رکھیں۔ ہوا اور روشنی کا بخوبی انتظام ہو۔ چوہوں کو گھروں میں نہ آنے دیں۔ انکے مارنے کے لئے کی گولیوں کا استعمال کریں۔ اور بلی گھر میں پالیں۔ مکان کو کریسول کی دھونی سے صاف کریں۔ جرابوں کا استعمال رکھیں۔ کونین کا فوراور جدوار کی گولیوں کو روزانہ کھائیں۔ اگر گھر میں کیس ہو جائے۔ تو مکان کو خالی کر دیں۔ اور اسکو باقاعدہ محکمہ حفظانِ صحت کے ملازمین سے صاف کرائیں۔ اگر قصبہ میں پلیگ شروع ہو جائے۔ تو باہر جا کر کھیتوں میں رہیں۔ (اور دوسرے قصبہ میں نہ جائیں) پلیگ زدہ علاقوں سے لوگوں کو اپنے شہر میں آنے سے روکیں۔ ہر روز کپڑوں اور بستر وغیرہ کو دھوپ میں رکھیں۔ استغفار کرتے رہیں۔ اور اس بلا سے محفوظ رہنے کی خدا تعالیٰ سے دعا مانگتے رہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

احمدی بھی ان ہدایات پر عمل کریں

ہم ٹیکہ شدہ کو ان ہدایات پر عمل کرنیکا مشورہ دیتے ہیں بلکہ ان کو ان پر عمل کرنا زیادہ ضروری ہے۔ تاکہ غیر ٹیکہ شدہ کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ ہوں۔ بعینہ روحانی ٹیکہ لگوانے والوں کو مندرجہ بالا ہدایات اور تدابیر پر عمل کرنا ضروری ہے۔ بلکہ ان کو زیادہ احتیاط لازمی ہے۔ تا دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ ہوں۔ ان تدابیر پر عمل کرنا جس طرح جسمانی ٹیکہ کی شان کو کم نہیں کرتا۔ اسی طرح یہ روحانی ٹیکہ کی شان اور عظمت کو گھٹا نہیں سکتیں۔

بعض اعتراضات کا جواب

شاذ کی موت سے ٹیکہ کی شان کم نہیں ہو سکتی

ضمناً ان تمام اعتراضات کا جواب اس مشابہت میں آگیا ہے جو غیر احمدی لوگ عموماً احمدی احباب پر پلیگ کے متعلق کرتے ہیں۔ کیونکہ جو اعتراض روحانی ٹیکہ پر پڑتا ہے۔ وہی جسمانی ٹیکہ پر بھی پڑتا ہے۔ اگر ان لوگوں کے دیگر ہدایات متعلقہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پلیگ پر عمل کرنیکے باوجود جسمانی ٹیکہ کی شان میں فرق نہیں آتا۔ اور شاذ کی موت ٹیکہ کی عظمت کو لوگوں کے دلوں سے نہیں گھٹاتی۔ اور لوگ مانتے ہیں کہ ٹیکہ مفید چیز ہے۔ اور بعض اسکو خوشی سے قبول کرتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اگر کوئی احمدی شاذونادر پلیگ سے فوت ہوجائے۔ یا ان ہدایات پر عمل کرے جن پر ٹیکہ شدہ بھی عمل کرتے ہیں۔ تو ان کے خلاف شور مچایا جاتا۔ اور ہنسی کی جاتی ہے۔ جب شاذ کی موت جسمانی ٹیکہ کی شان کو کم نہیں کرتی۔ تو کیوں یہ کہا جائے۔ کہ شاذ کی موت احمدیوں میں اُس آسمانی ٹیکہ کی شان و عظمت کو کم کر دیتی ہے۔

بعض احمدی پلیگ سے کیوں مرجاتے ہیں۔

اس اعتراض کا جواب پہلے دیا جاچکا ہے۔ کہ صرف مُنہ سے بیعت کا اقرار کرلینا کافی نہیں۔ جب تک صدقِ دل سے اس تعلیم پر جو حضرت احمد نبی اللہؑ نے کشتی نوح میں درج فرمائی ہے۔ عمل نہ کیا جائے۔ جسطرح صرف ٹیکہ پلیگ کا لگوا لینا کافی نہیں۔ جبتک جسم اسکے اثر کو قبول کر کے تریاق پیدا نہ کرے۔ اسی طرح آسمانی ٹیکہ لگوا کر جبتک جسم اپنے اندر تقویٰ کا تریاق پیدا نہ کرلے۔ اسوقت تک انسان پلیگ سے محفوظ نہیں ہوسکتا۔ اسکے علاوہ شاذ کی موت اس آسمانی نشان کی عظمت اور شان کو کم نہیں کر سکتی۔ کیونکہ مقابلہ کے وقت ہمیشہ کثرت دیکھی جاتی ہے۔ جسطرح شاذ کی موت ٹیکہ پلیگ کی شان کو کم نہیں کر سکتی۔ کیونکہ کثرت سے ٹیکہ شدہ پلیگ سے بچ جاتے ہیں۔ اسی طرح شاذ کی موت اس آسمانی نشان کی شان کو کم نہیں کر سکتی۔ کیونکہ کثرت سے احمدی پلیگ سے بچ جاتے ہیں۔

احمدی دیگر ہدایات پر کیوں عمل کرتے ہیں

مَیں پہلے بتا چکا ہوں۔ کہ ٹیکہ شدہ لوگ بھی ان ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے لئے ان ہدایات پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ تا ٹھوکر کا موجب نہ ہوں۔ اسی طرح احمدیوں کو بھی اسباب استعمال کرنا نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ ضروری ہے۔ تا دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ ہوں۔ اور یہ اس آسمانی نشان کی شان کو کم نہیں کر سکتے۔ جب ٹیکہ شدہ لوگ بھی ٹیکہ کے علاوہ دیگر اسباب بطور حفظِ ما تقدّم استعمال کرتے ہیں۔ اور اس سے ٹیکہ پلیگ کی شان میں فرق نہیں آتا۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اگر احمدی دیگر اسباب استعمال کریں۔ تو ان پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

روحانی ٹیکہ لگواؤ کہ یقینی ہے۔

اب ہم اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں۔ کہ پلیگ سے بچنے کے لئے ایک ٹیکہ ضرور لگوانا ہوگا۔ ورنہ نجات نہیں۔ خواہ جسمانی ہو یا روحانی۔ مگر روحانی ٹیکہ جسمانی ٹیکہ سے نہ صرف افضل ہے۔ بلکہ یقینی اور قطعی ہے۔ اگرچہ اس کا لگوانا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے عقلمندی اسی میں ہے۔ کہ روحانی ٹیکہ لگوایا جائے۔ تا ہمارے جسم اور روح دونو کو فائدہ ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اس دنیا میں ایک موت وارد کرکے ابدی زندگی نصیب ہو۔

ٹیکہ بھی آخر کب تک لگے گا

میں نہ صرف حسن عقیدت سے بلکہ ایک طبی دلیل کی بناء پر بھی کہتا ہوں۔ کہ ٹیکہ پلیگ میں آخر کچھ نہ کر سکیگا۔ اور یہ لوگوں کو پلیگ سے بچانے کے لئے ناکافی ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس کی بناء صرف ظن ہے۔ قوت مدافعت کی ایک تھیوری کے ماتحت اسکو بیشک چیچک کے ساتھ مشابہت ہے۔ مگر چیچک کے ساتھ اس کا قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ چیچک کا زہر بچہ ماں کے پیٹ سے لیکر آتا ہے۔ اور اسکے بعد وہ زہر شیر مادر کے رستہ بھی سرایت کرتا ہے۔ اسلئے چیچک کا

ٹیکہ پلیگ کو ٹیکہ چیچک کے ساتھ سطحی مشابہت ہے

ٹیکہ مفید ثابت ہوا ہے۔ اور جسم ہر حالت میں اسکے زہر کے اثر کو قبول کرکے اپنے آپ کو چیچک سے محفوظ کر لیتا ہے۔ چیچک کے صرف دو ٹیکے عمر بھر کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ مگر پلیگ کا ٹیکہ محض ظن کی بناء پر ہے۔ کیونکہ اول بہت سی طبائع میں یہ مادہ موجود ہی نہیں ہوتا۔ یہ زہر ہر انسان پیدائش سے لیکر نہیں آتا۔ (....) اسلئے یہ ٹیکہ اتنا کامیاب نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے۔ کہ اس ٹیکہ کا اثر صرف ۴ ماہ رہتا ہے۔ اور پلیگ سے بچنے کے لئے اسے بار بار لگوانا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی جماعت کو ٹیکہ پلیگ کے لگوانے سے منع کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کا اس میں کوئی مخفی امر ہے۔ جو بعد میں ظاہر ہوگا۔ ورنہ ہم ولایت کی دیگر چیزیں اور ادویہ استعمال کرتے ہی ہیں۔

روحانی ٹیکہ آخر کامیاب ہوگا

میرا ایمان ہے۔ کہ دنیا آخر دیکھیگی کہ صرف ایک ہی طریق حفاظت یعنی روحانی ٹیکہ کامیاب ہوا ہے۔ اور احمدی نسبتاً خیر و عافیت سے رہینگے۔ ہمارے دشمن اس بات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینگے کہ:-

> اللہ تعالیٰ نے معجزہ کے طور پر ہماری جماعت سے معاملہ کیا ہے۔ وہ بطور نشان الٰہی کے نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ یہ جماعت طاعون کے ذریعہ سے بہت بڑھیگی۔ اور خارق عادت ترقی کریگی (کشتی نوح)

ڈاکٹر کا اخلاقی فرض

میرا یہ اخلاقی فرض ہے۔ کہ جسطرح لوگوں کو طاعون کا ٹیکہ لگوانے کی ترغیب دیتا اور ٹیکہ لگاتا ہوں۔ اسی طرح میں اپنے بھائیوں کو اس روحانی ٹیکہ کے فوائد بتا کر اس کے لگوانے کی ترغیب دوں۔ جو نہ صرف انکے جسم بلکہ جسم اور روح دونو کے لئے مفید ہے

حق کو قبول کرو تا پلیگ سے بچو اور ابدی نجات ملے

اب میں اپیل کرتا ہوں کہ جو لوگ اس بات کے خواہشمند ہیں۔ کہ انکو طاعون سے نجات ملے۔ اور ابدی زندگی بھی پائیں۔ وہ ضرور روحانی ٹیکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لگوالیں۔ کیونکہ آج طاعون سے نجات حاصل کرنے کے لئے صرف دو ٹیکے ہیں۔ جن میں سے ایک کا لگوانا ضروری ہے۔ میں یہ بتا چکا ہوں۔ کہ روحانی ٹیکہ جسمانی ٹیکے سے افضل اور یقینی ہے۔ اس لئے دانشمندوں کا فرض ہے۔ کہ بہتر چیز کو اپنے لئے پسند کریں۔ اور روحانی ٹیکہ کے لگوانے کیلئے اپنے آپ کو پیش کردیں۔ یعنی صدق دل کے ساتھ داخل سلسلہ احمدیہ ہو جائیں۔

حصول تقویٰ کی دعا میں اس دعا پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو اسلام کے سب احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ اور اپنے اندر تقویٰ کا تریاق پیدا کرنے کے قابل بنائے۔ اس بلائے طاعون سے محفوظ رکھے۔ اور ہمارے مخالفین کو بھی اس پاک سلسلہ میں داخل ہو کر روحانی ٹیکہ کے لگوانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

بغداد کے اخبار الضاد میں

سلسلہ احمدیہ کے حالات

پچھلے دنوں اخبارات نے خلیفۃ المہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی کے متعلق جن کا دمشق سے گذر ہوا بہت کچھ لکھا ہے۔ سو ہم نے مناسب خیال کیا کہ ان کے دعویٰ کی حقیقت و اصلیت کے متعلق ایسا تاریخی نوٹ لکھیں جس طرز پر ہم سے پہلے کسی نے نہ لکھا ہو اور وہ درج ذیل ہے :-

زمانہ قدیم سے ہندوستان اس امر کے لئے مشہور رہا ہے کہ وہ مختلف دینی و فلسفی فرقوں کے لئے گویا ایک سرسبز چراگاہ ہے اور دس سال ہوئے ایک ڈنمارک کے مصنف نے ان مذاہب کے شمار کرنے کا ارادہ کیا تھا جو ہندوستان میں زمانہ حال میں موجود ہیں چنانچہ ان کی گنتی تین ہزار کے قریب پہنچی۔ اور بہت سے ہندوستانی فضلاء نے بیان کیا۔ کہ تعداد واقعہ سے بہت کم ہے۔

جس طرح ہندوستان میں دوسرے پرانے اور نئے مذاہب داخل ہوئے اسی طرح اسلام بھی وہاں داخل ہوا اور باوجودیکہ وہاں مسلمانوں کی تعداد بہ نسبت دوسرے فرقوں براہمنوں اور بدھ کے پیرووں کے بہت کم ہے تاہم وہاں تمام فرقہائے اسلامیہ جو آج تک اسلام میں ظاہر ہوئے ہیں پائے جاتے ہیں۔ جب کبھی کوئی زیدی یا اباضی یا وہابی یا کسی اور فرقہ سے تعلق رکھنے والا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخص بلاد عرب یا فارس سے ہند کو جاتا ہے تو اسکو وہاں اپنے ہر خیال و ہر مذہب کے بھائی مل جاتے ہیں اور اسکو ادب میں ہر قسم کا آرام و احترام جو انکو اپنے ہم اعتقاد بھائیوں میں حاصل ہوتا ہے حاصل ہو جاتا ہے۔

تیرھویں صدی ہجری کے آخری ایام میں اس وسیع ملک میں ایک اسلامی فرقہ جو بعض وجوہات سے نیا ہے ظاہر ہوا جس کے بانی مرزا غلام احمد صاحب مرحوم تھے۔ آپ اپنی ذات سے اپنی فضیلت پیدا کرنیوالے انسان تھے انہوں نے ایک چھوٹے سے گاؤں یعنی قادیان میں جو حکومت پنجاب کے زیر سایہ ہے پرورش پائی اور یہ بستی اس مذہب کے ظاہر ہونے سے پہلے تاریخ ہند میں قابل ذکر نہ تھی لیکن اب اسکو شہرت حاصل ہے اور یہ معلوم کرنے کے لئے صرف یہ خیال کافی ہے کہ وہاں سے تقریباً بیس سے زیادہ ماہواری رسالے و اخبارات شائع ہوتے ہیں جو تبلیغ احمدیت اور اپنے مسلمان اور مسیحی مخالفوں کے اندفاع کے کام کو سرانجام دیتے ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے والد اور دادا نے اپنی وفات تک اپنی زندگی کے ایام کو حکومت کی خدمت میں مشغول رکھا۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب اپنے والد کی وفات کے بعد ہندوستان کے اسی طریقہ معروفہ کی بناء پر جو کہ عزلت اور انقطاع عن الناس کو ترجیح دیتا ہے زہد و عبادت میں مشغول ہو گئے اور بے شک آپ اپنی علیحدگی کے اکثر اوقات میں مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت اور پستی پر غور و فکر کرتے رہتے تھے اور غیر مسلموں کی تبلیغی مساعی اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوششیں خاص طور پر ان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ ہم اس مختصر نوٹ میں بانی مذہب کے تفصیلی حالات لکھنے سے پہلوتہی کر کے اصل مطلب پر آتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ آپ اس لمبی چوڑی فکر اور سوال طویل تنہائی کے خاتمہ پر مسیح اور مہدی (جنکے آمد کا احادیث میں کثرت سے تذکرہ ہے) کے متعلق ایک خاص مسلک لیکر باہر نکلے۔ اور آپ نے ان بعض احادیث کے مطابق جن میں مسیح اور مہدی کو ایک شخص کے دو نام ٹھیرایا گیا ہے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس وجہ سے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث دربارہ مہدی و مسیح کی تاویل کرنی پڑی۔ اور ان کو اپنے حالات کے مطابق قرار دینا پڑا اور اس طریق کی وجہ سے عام اسلامی دنیا کو ان کے ساتھ سخت مخالفت ہو گئی۔ کیونکہ یہ تاویلات ان کے مسلمات کے خلاف تھیں۔ ہم اس مخالفت کی روح کو ظاہر کرنے کے لئے ایک مثال بیان کرتے ہیں۔ مثلاً ان احادیث میں یہ حدیث عام مشہور ہے کہ حضرت مسیح اپنے ظہور کے وقت ایک شخص سے جس کا نام دجال ہوگا جنگ کرینگے جبکہ وہ زمین کو شر سے بھر چکا ہوگا۔ لیکن برخلاف اسکے مرزا غلام احمد صاحب کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ اور آسمان پر نہیں گئے۔ بلکہ ہندوستان کے علاقہ کشمیر میں دفن کیے گئے ہیں۔ جہاں انہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلیبی واقعہ کے بعد ہجرت کی۔ اور آپ حسب خیال یہود صلیب پر فوت نہ ہوئے تھے۔ اور یہ عقیدہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے خلاف ہے۔ پس ان وجوہات سے ان کا خیال ہے۔ کہ حضرت مسیح جن کی آمد کی بشارت دی گئی ہے وہ ایک دوسرا شخص ہے۔ جو مسیح علیہ السلام سے اوصاف و اعمال میں مماثلت تامہ رکھتا ہوگا جیسا کہ دجال ایک معنوی شخص ہے۔ اور اس سے مراد وہ جماعت ہے جنہوں نے اپنی زندگیوں کو مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور ان کو بے دین بنانے میں صرف کر دیا ہے اور یہ مسیح کی جنگ تلوار سے نہیں ہوگی بلکہ دلائل و براہین کی لڑائی ہوگی اس لئے وہ اس کی جماعت دجال سے مراد پادریوں کو سمجھتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ عیسائی پادریوں کے زہر کا ہر ضروری اور مناسب طریق سے ازالہ کیا جاوے فی الواقعہ ان لوگوں نے پادریوں کے تعاقب میں نہایت مضبوطی سے کام لیا ہے اسی وجہ سے عیسائی پادریوں نے احمدیوں کے برخلاف گورنمنٹ برطانیہ کو بھڑکا دیا اور کہا کہ وہ ان کو دجال سمجھتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اس شکایت کو عظیم الشان خیال کیا۔ اور اسکے ازالہ کے لئے خاص طور پر ایک کتاب لکھی جس کا نام نور الحق ہے اس میں آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کی تعریف کی اور اس سے دوستی کا اظہار کیا اور بتایا کہ وہ گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں۔

آپ نے اپنے دین کی ضخیم کتابوں میں بیان کیا اور ان کو اردو زبان میں طبع کرایا اور انکے متعلق یہ دعویٰ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے الہام اور وحی سے لکھی گئی ہیں۔ اور یہ کہ وہ دین اسلام اور قرآن کے اصول اور سنت رسول کے خلاف نہیں۔ اور مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں خاتم الاولیاء ہوں۔ آپ کا مذہب حنفی ہے لیکن تمام مذاہب سے عمدہ باتوں کو آپ نے چن لیا ہے۔ اور آپ کا اعتقاد ہے کہ انسان مختار ہے اور یہ کہ کتاب اللہ کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور اجتہاد کو جائز قرار دیتے ہیں اور وہ چہرہ کو پردہ میں داخل خیال کرتے ہیں۔ اور یہ کہ عورتوں کو علوم لازمہ کا پڑھانا ضروری ہے اور جہاد حرام ہے۔ یہ لوگ علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہم سیاست سے تعلق نہیں رکھتے۔ اور بیان کرتے ہیں کہ انکا دعویٰ عنقریب تمام دنیا میں قبول کیا جاویگا ؀

براہین العقائد ۸ر معارف القرآن ۸ر مقصد مذہب ۳ر۔ مجمع البحرین ۵ر
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی ۶ر کمالات احمدیہ ۶ر۔ مباحثہ سرگودہ ۶ر
التشریح الصحیح فی نزول المسیح ۶ر۔ آٹھوں کتابوں کے اکٹھے خریدار سے ۸ر

شیعہ کے بیس سوالوں کے جواب ۴ر۔ پیغام حق ۳ر۔ مباحثہ بمبئی نایاب ۱۰ر
بطلان مسئلہ قدامت روح و مادہ ۱ر اور مختلف ٹریکٹ بھی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں

۱۔ سری نگر کے قریب بجانب شمال و مشرق ایک پہاڑی ہے۔ اس کے اوپر ایک پتھروں کا بنا ہوا مندر کی شکل کا مکان ہے۔ اس پہاڑی کا نام "تخت سلیمان" یا "کوہ سلیمان" ہے۔ کشمیر کے دہقانوں سے سنا ہے کہ حضرت سلیمان نبی علیہ السلام کا تخت اس پر ہوتا تھا۔ اسی طرح کے اور بھی بہت سے قصے اس پہاڑی کے متعلق عوام الناس میں مشہور ہیں جو سلیمان نبیؑ سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ اسلام آباد کے مشرق کی طرف قریب ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہاروت ماروت دو فرشتوں کی جگہ بتلائی جاتی ہے۔ میں اس کو دیکھنے گیا۔ وہاں دو چار مجاوروں کے گھر بھی ہیں۔ ایک مجاور میرے پاس آگیا۔ میں نے اس جگہ کے متعلق اس سے دریافت کیا۔ کہنے لگا یہاں دو فرشتے ہاروت ماروت قید ہیں۔ میں نے کہا ہاروت ماروت تو بابل شہر میں ہوئے ہیں جو بغداد شہر کے پرے دریائے فرات کے کنارے تھا۔ کہنے لگا بابل شہر بھی یہیں ہی تھا۔ یہ جو اونچی جگہ اسلام آباد تک ہے اسی جگہ بابل آباد تھا۔ میں نے کہا اس کا ثبوت کیا ہے۔ کہنے لگا میرے پاس ایک تاریخ کی کتاب ہے۔ میں نے وہ کتاب منگا کر دیکھی۔ فارسی میں تھی۔ میں نے اسکو قریباً چودہ آنے کے پیسے دیئے اور وہ کتاب اس وعدہ پر لی کہ نقل لے کر واپس کر دونگا۔

۳۔ کشمیر میں ایک علاقہ کوئے ہامہ کے نام پر مشہور ہے۔ یہاں ایک پہاڑی قریب دو کوس لمبی ہے۔ اسکو موسیٰ نبی علیہ السلام کی قبر کہتے ہیں۔ اور اس کا ذکر تواریخ کشمیر میں بھی میں نے پڑھا ہے۔

۴۔ کشمیر میں اور کشمیر کے اردگرد بعض گاؤں کے نام اور بعض چشموں کے نام ایسے ہیں جو ملک شام کے ناموں سے ملتے ہیں۔

میری بحث اس بات پر نہیں ہے کہ تخت سلیمان اور ہاروت ماروت اور موسیٰ نبی علیہ السلام کی قبر جو دو میل لمبی ہے اصلی ہیں یا نقلی۔ کیونکہ میں خود مانتا ہوں کہ یہ چیزیں مصنوعی ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کی قبر کے متعلق تو توریت میں لکھا ہوا ہے کہ موسیٰؑ کی وفات حضرت کنعان کے نزدیک ہوئی اور اس کی قبر کا آج تک پتہ نہیں ہے۔

میری بحث اس بات پر ہے کہ یہ خاکہ کہ یہ چیزیں کشمیر میں اسلام داخل ہونے سے پہلے کی ہیں جبکہ یہاں کوئی مسلمان نہ بستا تھا۔ تو کیا یہ بات ایک محقق کے واسطے غور طلب ہے کہ یہ نام اور چیزیں کونسی قوم لائی؟ کیا ہندو؟ ہندوؤں کو سلیمان اور ہاروت ماروت اور موسیٰؑ سے کیا تعلق۔ محقق آدمی اسکو ماننے کے لئے ایک منٹ کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔ کیونکہ ہندو قوم کے ساتھ ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیزوں کا کوئی تعلق نہیں۔ پس یہ نام اس قوم نے رکھے اور یہ چیزیں اس قوم نے بنائیں جو ان سے تعلق رکھتی تھی اور وہ قوم بنی اسرائیل ہے۔ ایک محقق مورخ کو یہ نام اور یہ چیزیں ضرور اس طرف لے جاوینگی۔ اور اسکو مجبور کرینگی کہ وہ مان لے کہ اقوام کشمیر میں بنی اسرائیل کا عنصر ضرور ہے۔

۵۔ یہ عجیب بات ہے کہ کشمیر کے اردگرد تین طرفوں میں خالص پنجابی زبان بولی جاتی ہے مثلاً مشرق میں ریاست چنبہ میں پنجابی بولی جاتی ہے۔ جنوب میں جموں۔ پونچھ کے علاقوں میں پنجابی بولی جاتی ہے۔ مغرب میں کاغان۔ کرنا۔ دراوہ وغیرہ علاقوں میں پنجابی بولی جاتی ہے۔ درمیان میں کشمیری زبان ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ قوم ہندو اقوام میں سے نہیں ہے۔

۶۔ مذکورہ بالا علاقوں میں پنجابی لباس ہے۔ لیکن کشمیریوں کا لباس بعینہٖ شامی لباس ہے۔ ایک ذرہ فرق بھی نہیں ہے۔ یہ لباس زبان حال سے شہادت دے رہا ہے کہ کشمیری قوموں میں ضرور شامی عنصر موجود ہے۔ جو بنی اسرائیل ہیں۔ اس لباس کا بھی ہندو اقوام سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہندوستان کے دیگر علاقوں میں ایسا لباس پہنا جاتا ہے۔

۷۔ کشمیر میں ایک رسم یہ ہے کہ خانہ داماد رکھا جاتا ہے۔ اور اس رسم کو فخریہ کیا جاتا ہے کوئی عار نہیں سمجھتا حالانکہ ہندو قوم میں اسکو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کوئی نہیں کرتا۔

۸۔ بنی اسرائیل کے اخلاق و عادات جس طرح توریت اور قرآن کریم نے بیان کیئے ہیں وہ سب کے سب کشمیریوں میں موجود ہیں۔

۹۔ کشمیر میں بعض قوموں کے نام عبرانی یا عربی ہیں۔ مثلاً گناؤی۔ جو دراصل غنّاء ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ کشمیری عموماً شدّ نہیں بولتے حتیٰ کہ قرآن کریم میں بھی مشدد حرف کو مخفف کرکے پڑھتے ہیں۔ پس غنّاء کی شد اڑگئی اور ہمزہ کے نیچے یائے کا زیادہ کرکے بولنا کوئی بعید امر نہیں ہے۔

کشمیر میں قوم گناؤی سارنگی وغیرہ ساز کے ساتھ گیت گاکر بھیک مانگتے ہیں۔ لیکن اب ان میں ایک گروہ ایسا بھی پیدا ہوگیا ہے کہ جو اس بات کو عیب سمجھتے ہیں اور خود زمیندارہ کرتے ہیں۔ غنّاء کے معنی بھی گانے والے کے ہیں۔

۱۰۔ کشمیریوں کا لب و لہجہ اور تلفظ بہت سا بنی اسرائیل کے ساتھ ملتا ہے۔ مثلاً عموماً یہ لوگ ج کو ی کے لفظ سے اور حق کو شق سے ادا کرتے ہیں۔ جو بنی اسرائیل کا خاصہ تھا۔ والسلام خاکسار نظام الدین مبلغ کشمیر

مرہم عیسیٰ ایک نہایت ہی مفید دوائی ہے۔ ڈبیہ متوسط سوا روپیہ (عہ) اور ڈبی خورد ۱۲ر
سلاجیت خالص صرف ایک روپیہ (عہ) تولہ۔ **تشحیذ الاذہان** کے گذشتہ فائل ۸ سال کے بیس روپے (عٰہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چار یورپین محققین کی آراء

"لفٹننٹ کرنل رائکس" لکھتے ہیں کہ حضرت محمد صاحب کے حالات زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی انصاف پسند اُن کی اولوالعزمی۔ اخلاقی جرأت۔ خلوص نیت۔ سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پھر انہیں صفات کے ساتھ استقلال عزم اور حق پسندی و معاملہ فہمی کی قابلیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ یقینی بات ہے کہ آپ نے اپنی سادگی۔ لطف و کرم اور اخلاق کو بلا خیال مرتبہ قائم رکھا۔

اس کے علاوہ شروع سے آخر تک وہ اپنے آپ کو ایک معمولی پیغمبر بتلاتے رہے۔ حالانکہ وہ اس سے زیادہ دعوے کر کے اس میں کامیاب ہو سکتے تھے"

* * *

"مسٹر ای۔ اے فری مین صاحب لکھتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت محمد بڑے پکے راستباز اور سچے ریفارمر تھے۔ اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو ہرگز اپنے مقدس مشن میں آخر تک مستقل اور ثابت قدم نہ رہ سکتے بلکہ وہ ڈگمگا جاتے۔ اور اُن کو لغزش ہو جاتی"

* * *

"مسٹر سیل صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا کہ جس سے حضرت محمد صاحب کے دعویٰ رسالت میں شبہ ہو سکے یا اُن کی مقدس ذات پر فریب کاری کا الزام لگایا جا سکے"

* * *

"ڈاکٹر جے ویل" لکھتے ہیں کہ "بے شک۔ حضرت محمد صاحب نے گمراہوں کے لئے ایک بہترین ہدایت نامہ ترک کیا اور یقیناً آپ کی زندگی نہایت پاک اور صاف تھی۔ آپ کا لباس ... ... اور آپ کی غذا بہت ہی سادہ ہوتی تھی۔ آپ کے مزاج میں بالکل تمکنت نہ تھی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے متبعین کو تعظیم و تکریم کے رسمی آداب سے منع فرماتے تھے۔ آپ نے اپنے غلام سے کبھی وہ خدمت نہ لی جس کو آپ خود کر سکتے تھے۔ آپ بازار جا کر خود ضرورت کی چیزیں خریدتے۔ اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے۔ خود بکریوں کا دودھ نکالتے۔ اور ہر وقت ہر شخص سے ملنے کے لئے تیار رہتے۔ وہ بیماروں کی عبادت کرتے۔ اور ہر شخص سے مہربانی کا برتاؤ فرماتے تھے۔ آپ کی خوش اخلاقی فیاضی اور رحمدلی محدود نہ تھی۔ غرض آپ قوم کی اصلاح کی فکر میں ہر وقت مشغول رہتے تھے آپ کے پاس بے شمار تحائف آتے تھے۔ لیکن وفات کے وقت آپ نے صرف چند معمولی چیزیں چھوڑیں۔ اور اُن کو بھی آپ مسلمانوں کا ہی حق سمجھتے تھے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندو خود گائے سے بُرا سلوک کرتے ہیں

ہندو ... کانفرنس بیں گاندھی جی کی تقریر ...

مہاتما جی نے کہا کہ میرے نزدیک ہندو دھرم منتروں کے بار بار دُہرانے سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ سچا ہندو دھرم گائے کی حفاظت کی جاتی ہے اس سے بہتر ہرگز مطمئن نہیں ہوں۔ میں تنہائی میں بیٹھ کر افسوس کرتا ہوں تکلیف محسوس کرتا ہوں اور روتا ہوں۔ ۱۹۱۰ء میں میں نے سوراج کے متعلق ایک پمفلٹ شائع کیا تھا جس میں ہندوؤں کو گائے کو ہلاک کرنے والا کہا تھا نہ کہ گائے کی حفاظت کرنے والے۔ جب مجھ سے کانفرنس کی صدارت کی درخواست کی گئی تو میں نے خیال کیا۔ کہ اگر اس مضمون پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گا تو دوسرے ہندو کو تکلیف ہوگی۔ مجھے مسلمانوں یا قصابوں کے گائے کو ذبح کرنے سے اتنی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ جتنی کہ ہندوؤں کے گائے کے ساتھ بُرا سلوک کرنے سے ہوتی ہے۔ ہم مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے سے کس طرح روک سکتے ہیں جبکہ ان کے مذہب نے انہیں گائے کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے جب تک کہ ہندو خود گائے کی حفاظت نہ کریں وہ مسلمانوں سے اس کی حفاظت کی درخواست نہیں کر سکتے۔ گجرات میں بیلوں کو اسی قدر مقدس جانتے ہیں جس قدر کہ گائے ہے غیر معمولی طور پر بوجھ کے نیچے سے نیم مردہ کر دیتے ہیں۔ کلکتہ میں میں نے ایک گوالیا کو دیکھا ہے کہ اس نے دودھ کا آخری قطرہ تک دوہ لیا تھا ایسا سلوک کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو خود گائے کے ساتھ نہایت سنگدلانہ اور بیرحمی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ دنیا کے دوسرے حصص میں گائے کے ساتھ ایسا بُرا سلوک نہیں کیا جاتا جیسا کہ ہندوستان میں کیا جاتا ہے۔

الفقیہ سے سوال

(۱) الفقیہ ۱۴ ردسمبر صفحہ ۲ کالم ۳ میں پیر جماعت علی شاہ کے خط کا یہ فقرہ طبع ہوا ہے۔ "مجھے بخاری شریف کی حدیث یاد آئی۔ المخبر صادق صلعم نے اتبعوا السواد الاعظم کہا" سوال یہ ہے کہ یہ حدیث بخاری شریف میں کہاں ہے؟ حوالہ کتاب و باب، جلد، مطبع و صفحہ و سطر سے جلد مطلع کیا جاوے۔

(۲) اسی پرچہ کے صفحہ ۲ میں پیر صاحب مذکور کے ایک مرید عبدالحمید لاہوری کا ایک مضمون سماع موتیٰ شائع ہوا ہے جس میں ایک جگہ (کالم اول میں) لکھتے ہیں۔ "صحیح بخاری میں روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ مُردے السلام علیکم یا اہل القبور سن کر آپ کو جواب دیتے ہیں" مُردوں کا جواب دینا کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔ اور وہ الفاظ صحیح بخاری میں کس باب، جلد میں اور کہاں ہے؟ مطلع فرمایئے۔

(۳) وہی صاحب آگے لکھتے ہیں۔ "صحیح بخاری میں تحریر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ روح قالب میں داخل ہونے سے پہلے محبت کر سکتی ہے۔ تو بعد میں بھی کر سکتی ہے" یہ جس کا ترجمہ ہے اس کا اصل لفظ یعنی پوری عربی عبارت نقل کرو۔ اور بتلاؤ کہ صحیح بخاری میں کس باب و جلد میں اور کہاں ہے؟ (اہلحدیث)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسلامی قادر مطلق خدا اور آریہ سماج کا ایشور

——— (آریہ اعتراضات و احمدی جوابات) ———

مالکیت کی یہ تعریف "علم و حرکت" ناکافی ہے کیونکہ اس تعریف کے لحاظ سے تو ایک ڈاکہ زن جو اپنے علم اور حرکت کے ذریعہ لوگوں کو لوٹتا ہے وہ بھی لوٹے ہوئے مال کا مالک ثابت ہوتا ہے۔

انسانی مالکیت پر خدا کی مالکیت کو تصور کرنا بھی غلط ہے ہم درحقیقت کسی شئے کے حقیقی مالک ہی نہیں ہیں ہمارا تو یہ حال ہے ہم جس کا مالک اپنے آپ کو کہتے ہیں وہ ایک عارضی تعلق ہے جو خالق حقیقی کی مشیت سے ہمیں حاصل ہے ورنہ ؎ درحقیقت مالک ہر شئے خداست * گو بظاہر چند روزہ نزد ماست؛ یہ بالکل سچی بات ہے کہ وہ خالق عالم ہی اس عالم کا مالک ہے کیونکہ اگر ایک لحظہ اس کا دست قدرت اس عالم سے الگ ہو جائے تو یہ عالم فنا ہو جاوے برخلاف اس کے ہماری مالکیت کا تو یہ حال ہے کہ ہم سے تو ہماری مالکیت کو چور بھی چھین لیجاتے ہیں بلکہ ایک ننھی سی مکھی بھی ہماری مالکیت کو ہم سے لے ہی جاتی ہے۔ بالآخر جب ملک الموت ہماری روحوں کو قبض کر لیتا ہے تو ہماری مالکیت رکھی کی رکھی رہ جاتی ہے۔ اور ظاہر بات ہے کہ خدا کی مالکیت کی یہ حقیقت نہیں ہو سکتی۔ ضرور ہے کہ خدا کی مالکیت کی حقیقت کچھ اور ہو۔

اگر خدا روحوں کا خالق نہیں تو ضرور مالک بھی نہیں اور جب مالک نہیں تو ہم پر جو اس کی حکومت ہے یہ بھی ظلم ہے اگر تمام روحیں بالاتفاق پرمیشور سے کہدیں کہ مہاراج ہم اپنے حال مست اپنے میں ہیں ہمیں وجود کی ضرورت نہیں آپ کرپا کر کے ہمیں اس اواگون کے چکر میں ڈالکر خراب نہ کریں۔ کیونکہ باوجود لاانتہا زمانہ سے اس چکر میں پڑے ہوئے ہونے کے ہمارا حال کولہو کے بیل کی طرح ہے۔ "میں" کہنے کے سوا ہمیں کوئی علم ہی نہیں بلکہ کبھی تو یہ بھی نہیں رہتا۔ پس آپ کرپا کر کے اپنی جبرانہ حکومت کو ہم سے اٹھا لیں جس کا نتیجہ سوائے ہماری مٹی پلید ہونے کے کچھ نظر ہی نہیں آتا کیونکہ آپ اپنے کارخانہ کی رونق سے لئے مجبور ہیں کہ ہمیں ہی گائے بیل اور گدھا بنائیں۔ پس ہم گدھا بننے کے لئے نہیں ہیں۔ ہم نے آپکی وید ودیا بھی پڑھ لی مگر اس میں سے بھی پہاڑ کھود کر چوہا ہی نکلا۔ آپکی مہربانی ہم نے دیکھ لی وہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اگر ہمیں کھانے کی ضرورت ہو تو آپ ہم میں سے ہی بعض کو ہماری خوراک بنا دیتے ہیں۔ زید کی پگڑی بکر کے سر دیں:

ہمارے خیال میں روحوں کے ایسے مطالبہ کا آریہ مہاشے وید ودیا سے کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اور دیں کیا جبکہ دراصل ان کا ایشور صفت رحمانیت سے واقعی خالی ہے۔ رحم کا ہمیں نام و نشان بھی نہیں ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آرین اعتراض میں نے پوچھا تھا کہ جب سوائے خدا کے اور کوئی تھا ہی نہیں تو خدا نے کیوں پیدا کیا؟ پیدا کرے۔ مگر مولوی صاحب کو اس کا جواب نہیں آیا۔ میں پھر پوچھتا ہوں کہ عدم سے وجود میں لانے کا سبب کیا ہے۔ اگر اس کی علت معلوم ہو تو ظاہر کریں ورنہ فضول وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ ہے۔

اعتراض کا جواب "خدا نے کیوں چاہا کہ مخلوق کو پیدا کرے" اس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں۔ بار بار ایک بات کو کہے جانا فضول ہے۔ اگر آپ نہیں سمجھے تو سنیے کہ اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا خالق ہے کچھ نہیں کرتا بلکہ یہ اسلامی مذہب ہے جو تمام صفات الٰہیہ سے متصف ہے اور ان صفات میں سے ایک صفت ارادہ بھی ہے جو علت ہے اس کی تمام صفات کے حیز قوت سے حیز فعل میں آنے کی اور چونکہ عدم سے وجود کی صورت میں محض ارادۂ الٰہی آخری علت ہے اس لئے یہ پوچھنا کہ خدا نے کیوں چاہا اس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہیں کہ علت کی علت کیا ہے جو بالکل لغو سوال ہے۔ دیکھو سائنس میں بھی لکھا ہے کہ علت کی علت نہیں ہوتی اور آخری علت کی کوئی علت نہیں ہوتی اور پھر سوامی دیانند نے بھی لکھا ہے کہ آخری علت کی علت نہیں ہوتی (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۲) دراصل آریہ مناظر کو یہ بات اس لئے سمجھ نہیں آتی کہ وہ صفت ارادہ کو نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے۔ مہاشہ جی جس طرح خدا کی دوسری تمام صفات کی کوئی علت نہیں اسی طرح خدا کی صفت ارادہ کی بھی کوئی علت نہیں بلکہ اس کی تمام صفات تمام علتوں کی علت ہیں۔ اور اگر آپ کو صفات کی علت تلاش کرنی ہے تو میرے نزدیک کوئی وجہ نہیں کہ اسکی ذات کی علت نہ پوچھی جائے۔ لیکن یہ مسلمہ ہے کہ اس کی ذات کی علت نہیں ہے بلکہ وہ سب کی علت ہے۔ لہٰذا اس کی صفات جو ذات کی طرح قدیم ہیں اسکی بھی کوئی علت نہیں ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس اسکے ارادہ کی بھی علت نہیں ہے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ اگر یہ اعتراض صحیح ہے کہ جب سوائے خدا کے کچھ نہ تھا تو اس نے ارادہ کیونکر کیا تو میں پوچھتا ہوں کہ عالم کے موجود ہونے سے پہلے اس عالم کا علم کس طرح ہوتا تھا اگر خدا کو علم تھا کہ یہ عالم اسکے علم میں موجود ہوتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ تمام ممکن الوجود ہستیاں خدا کے ازلی علم میں موجود ہوتی تھیں اس علم کے مطابق خدا کا ارادہ ہوتا ہے پس آپ کا اعتراض باطل ہو گیا۔

خدا نے ارادہ کیوں کیا اس سوال کے حل کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ ہم غور کریں کہ خدا اور خلق اور مخلوق کے درمیان کیا نسبت ہے۔ کیا خدا اور مخلوق ہم عمر یا ایک ہی وقت سے ہیں یا خدا پہلے ہے اور مخلوق زمانا بعد میں ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر کہو کہ خدا اور مخلوق ایک ہی وقت سے ہیں تو یہ بالبداہت غلط ہے۔ لہٰذا یہ ماننا پڑیگا کہ مخلوق بعد میں ہے اور جب یہ مانا تو خدا کے ارادہ کا سبب مخلوق تو ہو ہی نہیں سکتی اور یہ ماننا پڑیگا کہ خدا کے ارادہ کا سبب خود خدا کی ذات ہی ہے وبس یا یوں کہو کہ ارادہ سب کی علت ہے اس کی علت کوئی نہیں ہے۔ اسکے سوائے کوئی اور صورت قابل تسلیم ممکن ہی نہیں۔

ممکن ہے کہ ایک آریہ بھائی شبہ پیش کرے کہ جیسے خدا ہے ویسے روح اور مادہ [illegible] روح اعمال کی وجہ سے یا مخلص [illegible] موجود ہونے کی وجہ سے خدا نے مخلوق کو پیدا کیا اگر یہ دونوں موجود نہ ہوتے تو خدا بھی مخلوق پیدا نہ کرتا یا پیدا کرنے کا ارادہ بھی نہ کرتا۔

مگر میں کہتا ہوں کہ روح کے اعمال تو روح کے ارادہ سے بعد ہوتے ہیں لہٰذا پیدائش روح ہوئی بعد میں اعمال لہٰذا اگر اعمال روح سبب ہیں مخلوق کے وجود کے تو مخلوقات کا وجود قدیم سے نہیں بلکہ کسی خاص وقت سے ہے پس اب بتاؤ اس خاص وقت سے پیدائش کا کیا سبب ہے۔ یقیناً اس کا سبب ارادہ الٰہی ہی ہو سکتا ہے۔ اگر کہو کہ روح اور مادہ کا موجود ہونا بھی خدا کے خلق کا سبب ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ سبب تو ازلی ہے کیا مخلوق بھی ازلی ہے۔ [illegible] بات ہے کہ مخلوق ازلی ہے پس جب مخلوق ازلی نہیں تو جب سے وہ ہے اس وقت کوئی سبب ہونا چاہیئے وہ وہی سبب ہے کہ ہم ارادہ الٰہی کہتے ہیں۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ خدا کا ارادہ بھی تو ازلی ہے پھر کسی خاص وقت سے اس کا ظہور کیوں ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ارادہ کی حقیقت پر غور کریں۔ دو یا دو سے زیادہ ممکن الوجود امور میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا ارادہ کہلاتا ہے یا ویشیشک درشن کی تعریف کے مطابق کرنا نہ کرنا اور الٹا کرنا جہاں پایا جاوے تو وہاں ارادہ ہوتا ہے پس خدا تعالیٰ میں کام کا کرنا یا نہ کرنا یا کیسے ہوئے کو توڑ دینا پایا جاتا ہے [illegible] ارادہ [illegible] کہ جب چاہتا ہے کرتا ہے جب چاہتا ہے نہیں کرتا پس یہ سوال اُڑ گیا کہ کسی خاص وقت سے ارادہ کیوں ظہور میں آیا۔

خدا کی مرضی ایک جواب اس سوال کا کہ خدا نے ارادہ کیوں کیا یہ بھی عام لوگ دیا کرتے ہیں کہ خدا کی مرضی اور یہ بالکل صحیح جواب ہے۔ حقیقت میں خدا کی صفات کا جو تقاضا ہے وہی اس کی مرضی ہے۔ اس لئے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے ارادہ اس لئے کیا کہ اسکی صفات کا تقاضا ایسا ہی تھا۔ لیکن اب یہ سوال ہوگا کہ صفات ازلی ہیں انکا تقاضا بھی ازلی ہے پس ارادہ بھی ازلی چاہیئے ہم کہتے ہیں بالکل ٹھیک ہے مگر ذرا سوچو کہ خدائی صفات کیا ہیں اور انکا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقاضا کیا ہے۔

سنو! خدا تعالیٰ کی بے انتہا صفات میں سے جو بعض صفات اس نے مخلوق پر ظاہر کی ہیں دو قسم کی ہیں:۔

اوّل وہ صفات جو خدا کی ذات میں ہر وقت بالفعل پائی جاتی ہیں۔ خواہ مخلوق ہو یا نہ ہو۔

دوم وہ صفات جو بالقوۃ تو ہر وقت موجود ہیں لیکن فی الخارج انکا وجود اسوقت پایا جاتا ہے جب مخلوق بھی موجود ہو۔

پہلی قسم کی صفات کی مثال = خدا تعالیٰ کی وحدت۔ قدوسیت۔ علم وغیرہ۔

دوسری قسم کی صفات کی مثال = خالقیت۔ رازقیت۔ رحیمیت وغیرہ۔

پہلی قسم کی صفات میں سے صفت وحدۃ سب سے بڑی اور اعلیٰ صفت ہے۔ اور یہ صفت سب صفات پر مقدم ہے۔ اور ہر مذہب والا جو خدا کو مانتا ہے یہ کہتا ہے کہ خدا ایک ہی ہے۔ اور یہ صفت چونکہ اپنے موجود ہونے کے لئے کسی دوسری شئے کی محتاج نہیں ہے بلکہ چاہتی ہے کہ اس کے ماسوا کچھ بھی نہ ہو۔ لہٰذا اس صفت کو دوسری قسم کی تمام صفات پر تقدم زمانی ہے اور اس صفت کا زمانہ لامحدود ہے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کی ذات میں دوسری قسم کی صفات بھی ہیں اور وہ بھی دائمی طور پر معطل نہیں رہ سکتیں ورنہ انکا ہونا نہ ہونا برابر ہو جائیگا اس لئے ارادہ الٰہی کے ماتحت ایک وقت آیا کہ اس نے صفت خالقیت کو حرکت دی اور مخلوق ظاہر ہو گئی۔ پہلے محض صفت وحدت جلوہ گر تھی لیکن بعد میں اسکے ساتھ مخلوقات کا وجود بھی ظاہر ہو گیا گویا اب دونو صفتیں بالفعل موجود ہیں اور یہ دونو حالتیں ارادہ الٰہی سے ظہور میں آئیں اور یہی وہ بات ہے جسے دوسرے لفظوں میں اقتضاء صفات بھی کہہ دیتے ہیں اور حدیث نبوی میں اس امر کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ اگر کوئی آریہ صاحب اسپر معترض ہوں تو چاہیے کہ وہ سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۰ کو مطالعہ کریں جہاں لکھا ہے کہ:۔

"پرماتما نے ایکشن یعنی علم و غور اور ارادہ کیا کہ میں تمام عالم کو بنا کر ظاہر ہوؤں"

اس حوالہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ علم غور اور ارادہ سے کام کرتا ہے۔ پس آریوں کا ارادہ پر اعتراض بھی فضول ہے۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ صفت وحدت کے جب یہ معنی ہیں کہ سوائے خدا کے کوئی نہ ہو تو جب مخلوق ہوئی تب وہ صفت کہاں گئی۔ ہم اس کا جواب یہ دینگے کہ وہ صفت اب بھی موجود ہے مخلوق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالق کی شریک نہیں جو وحدت میں فرق آجائے ہاں اگر ایک ذرہ بھی قدیم ہو تو اس کی وحدت ٹوٹ جاتی ہے۔ غرض پہلے صرف وحدت تھی اور اب وحدت اور خالقیت دو ہیں۔

ممکن ہے کہ کسی آریہ مہاشہ کو یہ خیال گذرے کہ خدا کی صفات کے لئے کبھی تعطل جائز ہی نہیں یعنی یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی وقت خدا تعالیٰ کی کوئی صفت بالفعل موجود نہ ہو۔ اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ خدا کی صفات میں سے بعض صفات متضاد بھی ہیں جو ایک ہی وقت میں بالفعل پائی جا سکتی ہی نہیں مثلاً پیدا کرنا اور مارنا۔ یا آریہ سماج کی اصطلاح میں اتپتی اور پرلے۔ صفت احیاء چاہتی ہے کہ صفت اماتت ایک وقت تک معطل رہے یعنی جب صفت احیاء کام میں ہوگی تو صفت اماتت معطل ہوگی اور جب صفت اماتت کام میں ہوگی اس وقت صفت احیاء معطل ہوگی۔ اور یہ وہ امر ہے جسے آریہ صاحبان بھی مانتے ہیں کیونکہ وہ مہا پرلے کے وقت خدا تعالیٰ کو بلا فعل مانتے ہیں اگرچہ خدا کے لئے سونا تو جائز نہیں لیکن استعارۃً اس زمانہ کی برہم راتری کہتے ہیں یعنی خدا کی رات جس میں وہ آرام کرتا ہے۔ چنانچہ منوسمرتی میں لکھا ہے۔

دیوتاؤں کے ہزار یگ کے برابر برہما جی کا ایک دن ہوتا ہے اور اتنی ہی رات ہوتی ہے وہ برہما دن میں اپنے کام کرتے ہیں اور رات میں سوتے ہیں۔ جب جاگتے ہیں تب سنکلپ وکلپ روپ من کو سرشٹی رچنے کے واسطے لگا دیتے ہیں (منوسمرتی ادھیا اوّل [illegible])

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ تعطل میعادی کے آریہ بھی قائل ہیں۔ اور سنکلپ کا لفظ خدا تعالیٰ کے ارادہ کا مثبت ہے۔

ارادہ الٰہی اس سوال کا جواب کہ خدا کیوں ارادہ کرتا ہے۔ میں نے یہ بھی دیا ہے کہ چونکہ ارادہ اسکی ایک صفت ہے لیکن میں نے یہ ثابت نہیں کیا کہ واقعی ارادہ اسکی صفت ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک عالم کا ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کے ارادہ کا مثبت ہے مگر چونکہ آریہ اس سے منکر ہیں اس لئے اس ضروری مسئلہ پر بلاخوف طوالت ہم کچھ اور بھی لکھتے ہیں۔

اعتراض کی غرض یہ اعتراض کہ اسکے ارادہ کی علت کیا ہے تب ہی پیدا ہوتا ہے جبکہ فریق مخالف خدا تعالیٰ کو صفت ارادی سے خالی جانتا ہے اور ارادہ سے خالی ثابت کرنے کے لئے بطور عقدہ لاینحل وہ ارادہ کی علت کا سوال ہمارے سامنے رکھدیتا ہے تا اگر ہم ارادہ کی علت نہ بیان کر سکیں تو وہ آسانی سے کہدے کہ اس میں ارادہ سے ہی نہیں۔

اعتراض کا رد لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ صاحب ارادہ ہے تو ہم اگر اسکے ارادہ کی علت بتانے سے عاجز ہوں تو خدا تعالیٰ بلا ارادہ تو ثابت نہیں ہو سکیگا۔ [illegible] دیکھنا چاہیئے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقعی خدا تعالیٰ صاحب ارادہ ہے یا نہیں۔

خدا تعالیٰ فاعل بالارادہ ہے

ہمارا دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ فاعل بالارادہ ہے یا یہ کہ ارادہ اس کی ایک صفت ہے اور ہم دنیا میں خدا کے کاموں میں ارادہ کو پیش کرتے دیکھتے ہیں مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جن ذروں کو اپنی قدرت سے جوڑتا ہے اور دنیا بنتی ہے انہیں ذروں کو خدا تعالیٰ اپنی قدرت سے دوسرے وقت الگ الگ بھی کر دیتا ہے اور پرلے ہو جاتی ہے۔ اب یہ ظاہر بات ہے کہ جوڑنے کے لئے جس طرح طاقت لگائی جاتی ہے توڑنے کے لئے اسکے خلاف طریق پر لگائی جاتی ہے۔ اور ان دو متضاد طریقوں میں طاقت سے کام لینے کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسی قوت بھی موجود ہو جو اس حرکت کو روکے جس سے اتصال ہو رہا ہے اور ایک دوسری حرکت شروع کرے جو انفصال کا موجب ہو۔ کیونکہ بغیر ایسی قوت کے یہ ممکن ہی نہیں کہ اتصال اور انفصال ایک ہی ذات سے صادر ہو سکے جیسے کہ ایک انجن باوجود سٹیم ہونے کے نہ خود بخود حرکت کر سکتا ہے نہ حرکت سے سکون کو قبول کر سکتا ہے یا غلط فہمی سے بچنے کے لئے یوں کہو کہ ایک انجن تو خود بخود نہ چل سکتا ہے اور نہ الٹ سکتا ہے جبتک ایک صاحب ارادہ ہستی اسکو نہ چلائے یا الٹ نہ دے۔

غلط مثالیں

اس جگہ یہ یاد رہے کہ آریہ بہت سی غلط مثالیں دیا کرتے ہیں مثلاً (۱) سورج کی گرمی سے موم پگھلتی ہے اور گیلی مٹی یا آٹے کا گولا خشک اور سخت ہو جاتا ہے۔ گویا ایک دھوپ سے ایک ہی وقت میں دو کام ہوئے (۲) حلوائی لڈو بناتا ہے جس ہاتھ کی حرکت سے وہ لڈو بنا رہا ہے اسی حرکت کو ذرا زیادہ کر دینے سے لڈو ٹوٹ جاتا ہے (۳) گرمی سے پژاوہ کے اندر اینٹیں پک جاتی ہیں لیکن ذرا زیادہ آنچ لگ جانے سے جل جاتی ہیں۔ (۴) ایک رسّی کو اگر بل دیتے جائیں تو آخر ٹوٹ جاتی ہے گویا ایک ہی حرکت سے بل آ گیا اور پھر اسی سے رسّی ٹوٹ بھی گئی اور بل نکل گیا۔ (۵) ایک ہی انجن سے ایک طرف آٹا پس رہا ہے دوسری طرف بجلی بن رہی ہے تیسری طرف کپڑا بنا جا رہا ہے حالانکہ انجن میں کوئی ارادہ نہیں ہے۔ (۶) چھاپے کی مشین کو دیکھو کہ اس کا پہیہ برابر ایک ہی قسم کی حرکت کرتا جاتا ہے لیکن وہ مشین کہیں سیاہی دیتی ہے کہیں چھاپتی ہے کہیں کاغذ کو دباتی ہے کہیں کاغذ کو اٹھا کر رکھتی ہے (۷) بے شمار آلات ایسے ہیں جو automatically کام کرتے ہیں مثلاً سینے کی مشین میں اسکے پرزے ایک ہی حرکت کے ذریعہ کبھی آگے بڑھتے ہیں کبھی پیچھے ہٹتے ہیں۔ ایک گھڑی کبھی الارم بجاتی ہے کبھی خاموش ہو جاتی ہے اور اس طرح ایک ایک منٹ کے وقفہ کے بعد برابر الارم بجائی جاتی ہے۔ یہ ٹائم کا نشان بھی چلتا ہے کبھی بجھتا ہے غرض automatically کام کرنیوالی مشینوں سے پایا جاتا ہے کہ ارادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلط مثالوں کا نتیجہ یوں تو یہ مثالیں بے شمار ہیں لیکن ان سب کی غرض و غایت یہ ہے کہ یہ ثابت کیا جاوے بلا ارادہ کے ایک ہستی سے مختلف کام ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ خدا کے مختلف کام اس بات کا ثبوت ہیں کہ خدا تعالیٰ ارادہ والا ہے غلط ہے۔

غلط مثالوں کا جواب ہمارے نزدیک یہ تمام مثالیں غلط ہیں کیونکہ ان سب میں مختلف چیزوں کے مختلف اثرات ہیں نہ یہ کہ ایک ہی وجود کے مختلف اثرات۔ دراصل قلت تدبر کی وجہ سے یہ مثالیں پیش کر دی گئی ہیں جن کا جواب اختصاراً ہم ابھی دینگے لیکن پہلے ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے ہم پیش کردہ مثالوں سے ایک بہت بہتر مثال خود پیش کر دیتے ہیں تاکہ آریہ بھائیوں کو کسی طرح بات سمجھ میں آ جاوے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ گرم اونی کپڑے اور کمبل وغیرہ ہم اسلئے اوڑھتے ہیں کہ ہم سردی سے بچے رہیں اور ہم اس استعمال میں اتنے بڑھتے ہیں کہ جب کسی کو نہیں دیکھتے تو ہم پوچھتے ہیں کہ کیوں صاحب سردی لگتی ہے۔ گویا کمبل سردی سے بچانے کا ذریعہ ہے۔ اب ہم جب دیکھتے ہیں کہ گرمی کے موسم میں برف کو بھی دوکاندار کمبل اوڑھائے رکھتے ہیں۔ بادی النظر میں ایک گاؤں کا رہنے والا شخص کہیگا کہ برف کو بھی شاید سردی لگتی ہوگی تبھی تو کمبل میں لپیٹ کر رکھتے ہیں۔ اور جو شخص گرمی سردی کی اصل حقیقت سے باخبر ہوگا اور جانتا ہوگا کہ کپڑے پہننے کی غرض کیا ہے وہ یہ کہیگا کہ دراصل کمبل برف کو گرم ہونے سے بچاتا ہے اور انسانوں کو سرد ہونے سے بچاتا ہے۔ اور پنڈت راجند سا آریہ جھٹ کہ اٹھیگا کہ دیکھئے ایک ہی کمبل ہے۔ وہ انسانوں کو گرم کرتا ہے اور برف کو سرد کرتا ہے لیکن ہم کہینگے کہ بھائی ذرا غور سے سوچو کمبل نہ گرم کرتا ہے نہ سرد۔ بلکہ اس کا ایک ہی خاصہ ہے کہ وہ حرارت کو روکتا ہے جب انسان اوڑھتا ہے تو اسکی اندرونی حرارت کو روکتا ہے اور انسان گرم ہو جاتا ہے اور جب اسے برف پر ڈالتے ہیں تو وہ باہر کی حرارت کو برف تک پہنچنے سے روک لیتا ہے و بس۔ علیٰ ہذا القیاس تمام مثالیں جو خدا کو بلا ارادہ ثابت کرنیکے لئے پیش کیجاتی ہیں وہ اپنے اندر غلط مقدمات رکھنے کی وجہ سے غلط نتائج پیدا کرنیکا موجب ہوتی ہیں۔ اب ہم دلائل کا جواب مختصراً دیتے ہیں:-

پہلی مثال: مثلاً پہلی ہی مثال کو لو۔ گرمی کا بلاشبہ یہ خاصہ ہے کہ وہ موم یا تیل یا چربی وغیرہ کو گلا دیتی ہے اور پانی کو بخارات بنا کر اڑا دیتی ہے۔ لیکن اسکے خلاف وہ کبھی نہیں کر سکتی۔ موم جسے وہ پگھلاتی ہے اسے خشک نہیں کر سکتی اور پانی جسے وہ خشک کرتی ہے اسے ہمیشہ خشک ہی کریگی اسکے خلاف نہیں کریگی۔ لیکن سوال تو یہ تھا کہ جس طاقت سے خدا جس مادہ کو جوڑتا ہے اسی طاقت سے اس مادہ کو توڑتا بھی ہے۔ لیکن تمام پیش کردہ مثالوں میں یہ شرط نہیں پائی جاتی۔ دوسری مثال میں تو صوفی کا ارادہ ہی لڈو کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توڑنے کا موجب ہوتا ہے تبھی تو ذرا زیادہ زور دہ لگاتا ہے۔ **تیسری مثال**۔ اینٹوں کا جل جانا یک جانے سے کوئی علیحدہ کام ہی نہیں بلکہ جس طرح کی حالت سے گرمی کی وجہ سے اینٹ مختلف رنگ پلٹتی گئی ہے اسی طرح زیادہ حرارت سے وہ آخر جل جاتی ہے۔ مگر یہ زیادہ اور کم حرارت کیوں ہوئی کیا کہیں پزادہ کے بنانے والے کا ارادہ تو نہیں۔ **چوتھی مثال**۔ رسّی کو بل دینے کے پہلے رسّی کو باندھنا ہوگا یہ ایک حرکت ہوئی پھر بل دینے کیلئے دوسری حرکت ہوگی تب وہ رسّی بل کھا کر آخر ٹوٹ جائیگی لیکن اب وہ بل نہیں کھا سکتی تاوقتیکہ اسے کھونٹی سے باندھا نہ جاوے اور یہ تو بل دینے والے کے ارادہ کا کام ہے۔ **پانچویں مثال**۔ بلاشبہ ایک انجن سے کئی کام ہو سکتے ہیں لیکن مختلف مشینیں لگا کر۔ ایک ہی مشین سے آٹا پیسنے کی مشین الگ اور کپڑا بننے کی الگ اور ان سب کو ایک انجن سے لگا کر چلانا عقلمند صاحب ارادہ کا کام ہے۔ کیا جو مشین آٹا پیس رہی ہے وہی مشین آٹے کو دانہ بھی بنا سکتی ہے۔ یا یہ کہو کہ کسی مشین کا جو پرزہ ایک کام کر رہا وہ اسکے خلاف بھی کر سکتا ہے اگر نہیں تو یہ مثال ہی غلط ہے۔ **چھٹی مثال** میں جو چھاپہ خانہ کی مشین ہے وہ کسی صاحب ارادہ ہستی کے کاموں کے لئے مختلف کلوں یا پرزوں کا مجموعہ ہے جو کل یا پرزہ ایک کام کر رہا ہے وہ وہی کام کر سکتا ہے مثلاً اسکا جو پرزہ سیاہی لگا رہا ہے وہ یہ نہیں کر سکتا کہ سیاہی کو صاف کرے اور جو کل کاغذ کو کاٹ رہی ہے وہ کاغذ کو جوڑ نہیں سکتی لہٰذا یہ بھی فضول مثال ہے۔ **ساتویں مثال** میں جو machines automatic کو پیش لیا گیا ہے وہ بھی آریوں کی عقل کا ثبوت ہے کیا وہ مشینیں کسی مدبر بالارادہ انسان کے ارادوں کے پورا کرنے کے مختلف آلات تو نہیں ہیں اور ضرور ہیں پس یہ تمام کلیں تو اس بات کا ثبوت ہیں کہ ایک ارادہ والا انسان اپنے ارادوں کے اظہار کیلئے ایسے آلات بنا سکتا ہے جو خود بخود انسانی ارادہ کو ظاہر کریں۔ گویا یہ مشینیں خدا کے ارادہ کا ثبوت ہیں نہ کہ اسکے خلاف۔ دیکھو اگر ایک ہارمونیم میں سے مختلف آوازیں نکل رہی ہیں تو وہ ہارمونیم کے بنانیوالے اور بجانیوالے کی کاریگری ہے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ دیکھو ہارمونیم بلا ارادہ کے مختلف سُروں کی آوازیں دے رہا ہے۔

اصول یہ بات قابل نوٹ ہے کہ دنیا میں ایک بھی نظیر ایسی نہیں پائی جاتی جو بلا ارادہ کے اپنے خود بخود کل پرزہ بنا ہو اور ساتھ ہی وہ خاصہ ایسا ہو کہ دوسری چیزوں پر جو اپنے خواص میں یکساں ہوں مختلف اثر کرے یا کر سکے۔ مثلاً یہ ممکن نہیں لوہے کے دو یکساں ٹکڑوں پر ایک ہی زہر کا مختلف اثر ہے۔ فرض کرو ہم نے سنکھیا کے ست کے اندر ایک ستیے کو دو ٹکڑوں میں کاٹ کر اور گرم کر کے ڈالدیا کیا تم خیال کرتے ہو کہ دو ٹکڑوں میں دو مختلف اثر ہونگے ہرگز نہیں۔

نتیجہ پس ہم کو ماننا پڑا خدا تعالیٰ جو بقول آریہ صاحبان قدیم پرکرتی کو جوڑتا بھی ہے اور توڑتا بھی ہے ضرور فاعل بالارادہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ

پر

رسالہ الفقیہ کے اعتراضات کا جواب

امرتسر سے ایک ماہوار رسالہ بنام الفقیہ شائع ہوتا ہے جس کے پرچہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۴ء [illegible] میں حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لکھا ہے۔ "مرزا صاحب بھی ایک الہام پیش کیا کرتے ہیں کہ خدا نے مجھ سے خطاب کیا ہے کہ انا منک و انت منی یعنی میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے"

"صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اپنے خیال میں خدا کو مولود سمجھتے تھے"

اس افترا پردازی کو سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر سے جس قدر ناواقفی ہے ... لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ سب سے پہلے فقرہ سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مشہور و معروف الہام کے الفاظ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یہ نہیں ہیں بلکہ وہ الہام الٰہی ان الفاظ میں ہے [illegible] ہے کہ معترض کو سلسلہ احمدیہ [illegible] مخالفت [illegible] سکے یہ خط ہوا۔ قرآنی ارشاد بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتھم تاویلہ [illegible] اور اللہ [illegible] بالکل [illegible] علما کا کچھ بھی پاس [illegible] کے ہاتھ [illegible] پر کمربستہ ہو گیا۔ اور باوجود اس بیخبری [illegible] کے وہ بڑے زور سے دعویٰ کرتا ہے کہ اس الہام کی جسقدر تاویلیں احمدیوں کی طرف سے کیجاتی ہیں ان میں سے کوئی تاویل بھی خود مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں کی بلکہ [illegible] اپنی طرف سے ہی کرتے ہیں چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ "جیسے لوگ تاویلیں کریں تو کیا بن سکتا ہے۔ جو دعویٰ مرزا صاحب نے کیا تھا اگر کسی جگہ [illegible] میں مرزا صاحب کی اپنی تاویل موجود ہو تو ہماری شکست کو تاویل کا موقعہ ہے" گویا اس نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام تحریرات و تقریرات کو بالاستقصاء دیکھ لیا ہے اور بالآخر [illegible] اس الہام کی کوئی ایسی تفسیر و تشریح نہیں پائی جس سے دعویٰ نبوت و بنوت کے الزام کا ابطال ہوتا ہو۔ حالانکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں اور تقریروں میں اس الہام کی تشریح و تفسیر کمال بسط کے ساتھ بیسیوں جگہ موجود ہے۔ نمونہ کے طور پر دیکھو۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"اس کا پہلا حصہ تو بالکل صاف ہے کہ تو جو ہے وہ میرے فضل اور کرم کا نتیجہ ہے" "اس الہام میں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے انا منک اس کا یہ مطلب ہے [illegible] کہ میری توحید اور میرا جلال اور میری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عزت کا ظہور تیرے ذریعہ سے ہوگا۔" اس وقت خدا تعالیٰ نے اپنے ظہور کا ارادہ فرمایا اور مجھے مبعوث فرمایا۔ اس لئے مجھے کہا کہ انت منی وانا منک۔ اور اس کے یہی معنے ہیں کہ میرا جلال اور میری توحید وعظمت کا ظہور تیرے ذریعہ سے ہوگا۔" (الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰)

اس بیباک معترض نے جہاں باوجود اس قدر بیخبری کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات و افادات میں اس الہام الٰہی کی اس تفسیر اور تشریح کے موجود ہونے سے بڑی دلیری کے ساتھ انکار کیا ہے وہاں باوجود علم نحو سے کورا ہونے کے اس میں دخل دیکر یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ علم نحو کے رو سے اس فقرہ کے جو معنے بھی کئے جائیں ان سے یہی مدعا ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو خدائی بلکہ خدا کا باپ دادا ہونے کا دعویٰ تھا (نعوذ باللہ من ذالک) چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ ان تاویلات مریدانہ کو توڑنے کے لئے اتنا کہدینا کافی معلوم ہوتا ہے کہ اس عربی فقرہ میں لفظ من حرف جار کیا ہے؟ ابتدائیہ ہے تو یہ معنے ٹھہرے کہ مرزا صاحب سے خدا کی ابتداء ہوئی بہت خوب زادہ ہے تو من شدم تو من شدی کا مسئلہ صاف ہوجاتا ہے بیانیہ ہے تو اس سے بھی بڑھ کر خوب! ۔ بیانیہ ہے تو پھر وہی عینیت کا سا سناہے ۔ تبعیضیہ ہے تو ثابت ہوا کہ خدا میں مرزا صاحب کا ایک ٹکڑہ موجود ہے اور مرزا صاحب میں خدا کا۔ اب پھر وہی بات آگئی کہ من وجہ مرزا صاحب خدا ہیں اور من وجہ خدا صاحب مرزا صاحب ہیں"۔

معلوم ہوتا ہے کہ بیچارے نے کسی سے سنے سنائے رسالہ کافیہ کے ان الفاظ سے جن میں حرف مِن کے یہی چاروں معنے بیان ہوئے ہیں یہ سمجھ لیا ہے کہ مِن کے ابتدائیہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ جس چیز کا نام وغیرہ لفظ مِن سے پہلے بیان ہوا ہو اسکی ابتداء اس چیز سے ہوئی ہوتی ہے جس کا نام وغیرہ لفظ مِن کے بعد آیا ہو۔ جسکی بنا پر حق انا منک میں مِن کو ابتدائیہ قرار دینے کی صورت میں اسکے یہ معنے بتاتے ہیں کہ متکلم (یعنی اللہ تعالیٰ) کی ابتداء مخاطب (یعنی حضرت مرزا صاحب) سے ہوئی۔ حالانکہ یہ سراسر نادانی اور جہالت ہے۔ مِن کے ابتدائیہ ہونے سے یہ معنی ہرگز نہیں کہ اسکے بعد ذکر ہونے والی چیز سے ہوئی۔ تا انا منک کے معنی یہ سمجھے جاتے کہ (نعوذ باللہ) خدا تعالیٰ کی ابتداء حضرت مرزا صاحب سے ہوئی۔ بلکہ اس سے مراد کسی فعل یا معنی فعل کی ابتداء اس چیز سے ہوتا ہے جو اس لفظ مِن کے بعد مذکور ہو۔ چنانچہ حروف جر کی تعریف سے ہی جو کافیہ میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے یہ بات کمال صفائی سے ثابت ہو رہی ہے۔ ما وضع للافضاء بفعل او معناہ الی ما یلیہ۔ اور یہ اس لفظ مِن کے سب سے پہلے معنی کی جو کافیہ میں یہ بیان ہوئے ہیں کہ "للابتداء" تشریح شرح جامی میں یہ کی گئی ہے کہ ای لابتداء الغایۃ اور پھر یہ بتا کر کہ غایۃ کا لفظ بسبب کثرت کے غرض و مقصود کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور حروف جارہ کے استعمال کے موقع پر انکا متعلق فعل (یا معنی فعل) ہی مقصود ہوتا ہے اور یہ کہ اس لفظ الغایۃ سے مراد وہی فعل ہے واضح کردیا ہے کہ مِن جس چیز کی ابتداء کو ظاہر کرتا ہے وہ وہی فعل لفظاً یا معنیً

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا ہے۔ جو اس ظرف کا متعلق ہوتا ہے۔ (نہ کہ مثل سے پہلے آئیو الاسم) شرح جامی کے اصل الفاظ یہ ہیں فالمراد بہا الفعل یعنی حرف مِن ابتدائیہ جس چیز کی ابتداء کو ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے وہ فعل ہوتا ہے چونکہ معترض عربی زبان سے ناواقف ہے اس وجہ سے کچھ تعجب نہیں کہ اس موقع پر اسکے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ اس مذکورہ بالا تقریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حروف جر کے ساتھ کسی فعل یا شبہ فعل کا پایا جانا ضروری ہے چونکہ انت منی وانا منک میں کوئی فعل مذکور نہیں ہے اس لئے اگر یہ قاعدہ صحیح ہے تو یہ فقرہ غلط ہے سو واضح ہو کہ مذکورہ بالا قاعدہ بھی صحیح اور درست ہے اور یہ فقرہ بھی بالکل صحیح اور درست ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ حروف جر اپنے مجرورات کے ہمیشہ کسی نہ کسی فعل یا شبہ فعل کے متعلق ہو کر استعمال ہوتے ہیں اور وہ فعل یا شبہ فعل انکا متعلق کہلاتا ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ فعل یا شبہ فعل ہر جگہ لفظاً مذکور ہو۔ بلکہ بسا اوقات وہ لفظاً مذکور نہیں ہوتا اور اس ترک ذکر کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس فعل یا شبہ فعل کا قائم مقام بنانے کے اسے حذف کر دیا گیا ہو۔ فعل مذکور کی مثال جیسے قدمتُ من مکة۔ شبہ فعل مذکور کی مثال انا قادم من مکة فعل مقدر کی مثال جس کا قائم مقام جار مجرور کو بنا دیا گیا ہو جیسے اولئك على هدى یعنی اولئك استقروا على هدى۔ شبہ فعل مقدر کی مثال جس کا قائم مقام جار مجرور کو بنا دیا گیا ہو۔ جیسے لا ریب فیہ یعنی لا ریب ثابت فیہ۔ ایسے فعل محذوف کی مثال جس کا کوئی قائم مقام نہ ہو جیسے کسی شخص کے اس سوال پر کہ من این قدمت؟ مجیب بجائے قدمتُ من مکة کے صرف من مکة کہدے۔ اور ایسے شبہ فعل کی مثال یہ ہے کہ جیسے من این قادم انت؟ کے جواب میں بجائے انا قادم من مکة کے صرف یہ کہدیا جائے کہ من مکة۔ سو یاد رہے کہ انت منی وانا منک میں فعل یا شبہ فعل مقدر کا جار مجرور کو قائم مقام بنایا گیا ہے۔ اور اسکی مثالیں قرآن کریم اور کلام عرب میں کثرت سے موجود ہیں۔

باقی رہی یہ بات کہ اس جگہ کونسا فعل یا شبہ فعل مقدر ہے۔ سو جو تفسیر اس وحی الٰہی کی خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے اور جس میں سے صرف دو تین فقرے اوپر نقل کئے گئے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس جگہ ظہور کے معنی ملحوظ ہیں یعنی جس فعل یا شبہ فعل سے اس حرف من کا تعلق ہے وہ ظہور سے مشتق ہے۔ جو دونوں جملوں میں (حسب رعایت اعراب حرف مذکور۔ اور حسب اقوال مختلف نحاۃ۔ ظَهَرْتَ اور ظَهَرْتُ یا ظاهرٌ مقدر ہے۔ اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس زمانہ میں لوگوں کی نظروں سے چھپا ہوا تھا اور لوگ طرح طرح کے حجابوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دور پڑے ہوئے تھے۔ اور انکی حالت کے اعتبار سے گویا خدا تعالیٰ کی ذات اور اسکی صفات حیز خفا میں تھیں۔ اور کنت کنزاً مخفیاً کا نور محیط عالم تھا۔ اور دوسری طرف آپکے مقام سے بھی دنیا بالکل بیخبر تھی۔ اور آپ گویا زاویہ خمول میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواہر معادن کی طرح مٹی میں پوشیدہ تھے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی آپ کو نہیں جانتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپکو چیز خفا سے منصۂ ظہور میں [illegible] کیا اور [illegible] اہل عالم کی طرف آپکو مبعوث فرما کر انپر آپکو بھی کیا۔ اور آپ کی بعثت سے اللہ تعالیٰ کی تجلی [illegible] کے دروازے کھل گئے اور فاحببت

ان اعرف [illegible] کا ظہور [illegible] کی بارگاہ سے اہل عالم پر ہوا۔ اور اللہ [illegible] ظہور کے لئے آپ کا وجود مشرق الانوار بنا۔ پس کی روسے انت منی وانا منک کے معنی

یہ ہیں کہ انت ظہرت من حضرتی (نازلا الی الدنیا) وانا ظہرت وانت قمت من مشرق وجودک مستویا الی ھذہ السماء)

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی بیان فرمودہ تفسیر مذکورہ بالا کے رو سے اس من کو تعلیلیہ بھی کہہ سکتے ہیں بلکہ حضور کے الفاظ سے تعلیل کے معنی زیادہ صفائی سے ظاہر ہوتے ہیں اس صورت میں اس کا ما حصل یہ ہوگا کہ انا علۃ ظہورک علی الناس وانت واسطۃ تجلی علیھم اور حرف من کا تعلیل کے لئے بکثرت استعمال ہونا کوئی محتاج ثبوت نہیں ہے۔ چنانچہ کتب نحو و لغت وغیرہ میں اسکے یہ معنی خوب کھول کھول کر بیان کئے گئے ہیں۔ اور اس پر کسی کو اختلاف نہیں ہے اور نیز ابتداء اور تعلیل میں کوئی منافی یا تضاد ہے۔ بلکہ قاموس میں لکھا ہے کہ من کے اصل معنی ابتداء ہی کے ہیں اور باقی جس قدر معانی ہیں وہ نیز اسکے ایک تعلیل بھی ہے [illegible] خود صاحب قاموس [illegible] وہ سب اسی کی شاخیں ہیں۔ اور کہ قیہ میں جو من کے [illegible] تعلیل کا ذکر نہیں ہے اس سے بھی اس معنی کی نفی مقصود نہیں ہے۔ بلکہ [illegible] یہ چار معنی اصل ہیں اور باقی معانی انہی میں سے کسی نہ کسی کی فرع ہیں۔ اور [illegible] باقی [illegible] معانی میں سے کسی کا تعلیل کے ساتھ وہ تعلق نہیں ہے جو ابتداء کے معنی کا ایک [illegible] تعلق ہے پس کا قیہ کے رو سے بھی ابتداء اور تعلیل میں [illegible] کوئی منافات نہیں ہے [illegible] تعلیل ابتداء [illegible] ایک شعبہ ہے۔

[illegible] اس جگہ من تعلیل کے معنوں میں آیا ہو یا ابتداء کے معنی کی کسی اور فرع کے ماتحت ہو [illegible] اس کا مصداق حضور کی اپنی تفسیر کی۔ جیسے ظہور کا فعل ہی ہے۔ اور اگر حضور کی اپنی تشریح و تفسیر کو ملحوظ نہ بھی رکھا جائے اور صرف اہل زبان کے اطلاق اور استعمال کو دیکھا جائے تو بھی کسی معترض اور معاند کے لئے اس فقرہ کو کسی ایسے معنی پر محمول کرنیکا موقع نہیں مل سکتا اور اس مدعائے فاسد میں [illegible] کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ اگر الہام کے فقرات ارباب علم اور اہل زبان لوگوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معنی وراثت اور مفعول [illegible] میں موجود نہ ہوتے تو شاید [illegible] پیچھے [illegible]
کسی پہلو سے بھی [illegible] کیونکہ [illegible]
میں موجود ہیں [illegible] ولایت کے معنی محفوظ ہیں۔ [illegible]
ولایت کے معنی ہیں۔ پھر سورہ توبہ کا نواں رکوع جس میں یکجائی طور پر ایک طرف منافقوں کے باہمی اتفاقات
کا بیان ہوا ہے، اور دوسری طرف مومنوں کے باہمی اتفاقات کا۔ اور منافقوں کے متعلق یہ الفاظ ہیں
کہ المنافقون والمنافقات بعضهم من بعض يأمرون بالمنكر وينهون عن المعروف
اور اسکے بعد مومنوں کے متعلق یہ الفاظ ہیں کہ والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض
يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر [illegible]
اولیاء بعض کے ساتھ ذکر کر کے بتایا ہے [illegible] ولایت [illegible]
[illegible]
وہ بھی ولایت ہی سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔ اور ترمذی کی حدیث نبوی میں جو حضرت علیؓ کے متعلق آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مروی ہیں کہ ان علیا منی وانا منه [illegible]
[illegible] اسکے علاوہ ایک حدیث میں حضرت علیؓ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کلمات طیبہ [illegible] مروی ہیں کہ انت منی وانا منك۔ اور اشعری قبیلہ [illegible] حدیث
شریف میں [illegible] هم منی وانا منهم۔ اور [illegible] کے معنی کیلئے دیکھو [illegible]
کا یہ شعر [illegible]
شرح میں [illegible] غرض یہ ایک عام محاورہ ہے جسکی [illegible]
رشتہ داری [illegible] پر ہے۔ نہ ابوّت و بنوّت کے لئے بلکہ قرب محبت وغیرہ کے [illegible]
(جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیدا کرنا مومنوں کا مقصود و مطلوب جان ہے جیسا کہ آیت ان کنتم تحبون
اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ سے ظاہر ہے نہ قابل دبیزاری جس کو [illegible] معترض نے کیا ہے)

اسکے بعد جاہل معترض لکھتا ہے کہ "جو فقرات مرزائیوں کی طرف سے اس سوال کے حل کرنے
میں مثال کے طور پر لائے جاتے ہیں، ان میں قائل اور مقول لہ کی حیثیت [illegible] اگر
اسکے ان ظاہر الفاظ سے قطع نظر کیا جائے اور سیاق وسباق کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس
فقرہ سے [illegible] کہ انت منی وانا منك [illegible]
نہیں ہیں۔ [illegible] اس فقرہ کے معنی کو ظاہر کرنے کے لئے [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی بناء پر یہ ان دونوں کو جو من کے ماقبل اور مابعد ہم جنس ہیں جن کے ہم جنس ہونے کی بنا پر ان میں سے ایک کو دوسرے کی طرف حرف من کے ساتھ منسوب کرنا درست ہوگا۔ لیکن **انت منی وانا منک** میں من کا ماقبل اور مابعد ہم جنس نہیں ہیں۔ اس لئے اس کی تصحیح ثبوت میں ان فقروں کو پیش کرنا بے سود ہے۔ بلکہ کوئی ایسا فقرہ پیش کرنا چاہیئے جس کی صحت ہمارے نزدیک بھی معتبر ہو اور اس میں حرف من کا استعمال اسی رنگ میں ہوا ہو اور اس کا ماقبل اور مابعد ہم جنس بھی نہ ہوں۔ (لیکن یہ غلطی کی وجہ یہ ہے کہ آیت من کے ماقبل اور مابعد کو یعنی من کے متعلق کو منت الیہ اور اس کے مدخول مجرور کو قائل اور مقول لہ سے تعبیر کیا ہے۔ اور یہ نہیں سمجھا کہ قائل اور مقول لہ کا تو ہر جملہ میں ذکر ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ دُور جانے کی ضرورت نہیں آیت المنافقون والمنافقات بعضهم من بعض ہی کو دیکھو جس میں من کے ماقبل و مابعد میں سے نہ کوئی قائل ہے نہ مقول لہ کیونکہ اس قول کا قائل اللہ تعالیٰ ہے اور مقول لہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین ہیں۔ ہاں اگر لفظ مقول لہ میں لام تبلیغ کا نہیں بلکہ نسبت مصطلح بن جا جیسا کہ بعض نحوی ابن مالک وغیرہ تعلیل کا قرار دیا جائے تو گو منافقین کو مقول لہم کہنا درست ہوگا مگر قائل تو کسی صورت میں منافق نہیں متصور ہو سکتے)

سوال دوم کے ازالہ کے لئے اوّل تو میں معترض کو آیت ومن شرب منه فليس مني۔ اور حدیث هم ليسوا مني ولست منهم کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ جن میں لیس کے ساتھ نفی کی گئی ہے۔ کیونکہ اگر اس من کے ذریعہ سے تجانس کا اثبات یا نفی کرنا ہی مقصود ہوتا تو اس صورت میں جہاں تجانس موجود ہوتا وہاں اسکی نفی کرنا خلاف بیانی اور کذب متصور ہوتا جیسا کہ انتفاء تجانس کی صورت میں اس کا اثبات کذب متصور ہوتا ہے۔ چونکہ اس بات پر اس زیر بحث اعتراض کی بنا رکھکر یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کو اور حضرت مرزا صاحب کو جو نفس الامر میں غیر متجانس ہیں ہم جنس قرار دیا گیا ہے۔ پس باوجود تجانس کے متحقق اور موجود ہونے کے قرآن کریم اور حدیث میں متبع نسبوں کے متعلق اس طور پر حرف من کا استعمال نفی کے ماتحت کم موجود ہونا ثابت رہتا ہے کہ معترض کا یہ خیال سراسر باطل ہے کہ اس اطلاق کی بنا تجانس پر ہے۔

علاوہ اس کے حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثلاث من لم یکن فیه فليس مني ولا من الله قيل وما هن يا رسول الله قال حلم يرد به جهل وحسن خلق يعيش به في الناس وورع يحجزه عن معاصي الله عز وجل (ذکرہ فی جمع الجوامع طبرانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجموعہ الفصل [illegible] صفحہ ۱۳۶) یعنی جس شخص میں [illegible] اور ورع نہیں وہ نہ مجھ سے ہے نہ اللہ تعالیٰ سے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ جن لوگوں میں یہ باتیں موجود ہوں وہ سب کے سب اللہ میں سے اور اسکے رسول میں سے ہوتے ہیں۔ اب یا تو یہ نادان معترض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اپنی سیاہ دلی اور کور باطنی کی وجہ سے وہی فتویٰ لگائے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگایا ہے۔ ورنہ پھر خدا تعالیٰ سے خوف کرکے اور اپنے بدخواہ سے [illegible] باز رہے۔

معترض مذکور نے اپنے اس اعتراض کے ضمن میں اور بھی بہت سی موہومات [illegible] ثبوت دیا ہے۔ لیکن چونکہ انکا نفس مسئلہ سے چنداں تعلق نہیں ہے اس لئے ان کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہ سمجھ کر ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ فقط

عشرہ کاملہ کے پٹیالوی مؤلف کا کھلا کھلا کذب و افتراء

کیا ایسا شخص قابل جواب ہے؟

آجکل ایک کتاب سلسلہ احمدیہ کے خلاف عشرہ کاملہ کے نام سے پٹیالہ میں شائع ہوئی ہے۔ مؤلف کوئی محمد یعقوب نام ہے۔ اس کتاب کی پشت پر بڑے بڑے "مولانا" بیان کیے گئے ہیں۔ از انجملہ عمدۃ الکاملین زبدۃ الواصلین فخر المحدثین رأس المناظرین (ناظرین گھبرائیں نہیں ابھی نام آتا ہے) سید و مولا حضرت اقدس مولانا الحاج مولوی (بس اب نام آیا) خلیل احمد ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔

یہ کتاب کہاں تک کذب و بہتان کا پلندہ ہے میں صرف ایک ہی مثال دونگا۔ اور اسکے بعد ایماندار ناظرین کرام سے دریافت کرونگا کہ آیا مذہبی دنیا میں بے ایمانی اور دیدہ دلیری کی اس سے بدترین نظیر کوئی مل سکتی ہے اور آیا ایسی کتاب اس قابل ہے کہ ایک منٹ کے لئے بھی اس کی طرف توجہ کی جائے اور اس کے جواب پر وقت ضائع کیا جائے اگر اخلاق اس درجہ گر گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کا معیار شرافت اتنا گر گیا ہے تو پھر چالیس پیشہ [illegible] مولانا جس کی ایک نظیر اوپر دی ہے تصدیق فرماویں یا جس [illegible] اپنے اپنے علاقے یا قوم پر اثر و رسوخ ہے کہ محمد یعقوب ہمارا نمائندہ ہے۔ تو اس کتاب کا جواب [illegible] کے اندر شائع کر دینگے یا ایک مجلس بشرائط مقررہ قائم کریں اس میں تمام جواب دے دیا جائیگا۔

اب میں عشرہ کاملہ کی ایک عبارت نقل کرتا ہوں اسے غور سے پڑھیں۔

" ہندوستان کی مشہور درگاہیں سرہند۔ اجمیر۔ پیران کلیر [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

[illegible] بہشتی [illegible]

[illegible] اس جگہ سے گذر [illegible] بہشتی بنا دیتا ہے جو بر رُوئے شرع شریف بالکل بے اصل [illegible]

ہے نیز [illegible] کو [illegible] نسخہ کا استعمال کیا اور رسالہ

الوصیت میں [illegible] بہشتی مقبرہ [illegible] میں لکھا کہ جو شخص اسلامی خدمات کیلئے

بہشتی مقبرہ [illegible] پر اپنی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ وقف کریگا۔ اسکو اس قبر

میں دفن ہونے کی جگہ ملیگی۔ اور وہ بہشتی ہو جائیگا۔ اس اعلان پر لکھوکھا روپیہ برسنے لگا

چنانچہ ۱۹۰۶ء میں اس مقبرہ پر تین ہزار روپیہ صرف کیا۔ اور ۱۹۰۷ء کے لئے گیارہ ہزار کا

مطالبہ ہوا۔ اور صاف لفظوں میں اعلان کیا گیا۔ کہ جو کوئی اس مقبرہ میں مدفون ہوگا بہشتی

ہو جائیگا۔ یہ غور کا مقام ہے کہ کیا اس اعلان سے کل انبیائے کرام خصوصاً حضرت محمد مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی سخت تکذیب و توہین نہیں [illegible]

[illegible] جو وہاں دفن ہوا بہشتی ہو گیا۔ خواہ اعمال کی کچھ ہی حالت ہو۔ [illegible]

[illegible] بیت المقدس سب اس شرف سے [illegible]"

مندرجہ بالا عبارت میں اس شخص نے نہایت افترا پردازی سے کام لیتے ہوئے مندرجہ ذیل فقرات حضرت اقدس

سے منسوب کئے ہیں۔

(۱) "جو شخص اسلامی خدمات کیلئے بہشتی مقبرہ کے نام پر اپنی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں

حصہ وقف کریگا۔ اسکو اس مقبرہ میں دفن ہونے کی جگہ ملے گی اور وہ بہشتی ہو جائے گا۔"

(۲) "اور صاف لفظوں میں اعلان کیا گیا کہ جو کوئی اس مقبرہ میں مدفون ہوگا بہشتی ہو جائیگا"

حالانکہ تمام الوصیت بلکہ حضرت مسیح موعود کی کسی کتاب، کسی رسالے کسی تحریر کسی تقریر کسی ڈائری میں یہ فقرات

موجود نہیں [illegible] کھلا کھلا [illegible] کذب اور صاف افترا ہے۔ ناظرین کرام

صفحہ [illegible] الوصیت [illegible] حضرت مسیح موعود [illegible] ہیں:-

"اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا

ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دیگی بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ

صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔"

اس عبارت کی موجودگی میں کیا کوئی ایماندار انسان کہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے یہ صاف لفظوں میں

اعلان کیا ہے کہ جو کوئی اس مقبرہ میں مدفون ہوگا بہشتی ہو جائیگا۔ اور کیا یہ درست ہے۔ کہ مقبرہ بہشتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی مثال اجمیر و پیران کلیر کی سی ہے بہشتی گلی کی نسبت لوگ سمجھتے ہیں کہ اس جگہ سے گذرنا بہشتی بنا دیتا ہے۔ حالانکہ حضور فرماتے ہیں :-

"تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو"

بس اس کی مثال بہشتی گلی، بہشتی دروازے کے ساتھ کس طرح منطبق ہو سکتی ہے اور یہ لکھنا کیا ایمانداری ہے "جو وہاں دفن ہوا بہشتی ہو گیا خواہ اعمال کی کچھ ہی حالت ہو" (صفحہ ۱۶۹) پھر یہ بھی استفسار طلب کہ جائداد کا دسواں حصہ جو اس بات کے ثبوت میں طلب کیا گیا ہے۔ کہ دفن ہونیوالا اپنا مال فی سبیل اللہ اشاعت اسلام کے لئے خرچ کرنے کو تیار تھا اس کو حضرت مسیح موعود سے کیا تعلق ہے۔ یہ تو ایک انجمن کے سپرد کرنے کا ارشاد ہے اور اس کا باقاعدہ باضابطہ حساب کتاب ہے حضرت مسیح موعود یا ان کے خاندان نے اپنی ذات کے لئے کبھی اس سے کچھ نہیں لیا۔

چین میں اسلام

چین میں روپورٹ سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈیڑھ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اور سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں چین میں رسول اللہ صلعم کے زمانہ ہی سے اسلام پھیلنے لگا تھا۔ سرور کائنات نے خود اپنے صحابہ میں سے اوس اور ابو نواس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تبلیغ کے لئے بھیجا تھا۔ حضرت ابو نواسؓ راستہ ہی میں انتقال فرما گئے۔ اور حضرت ابو قاسمؓ بن وہب بن عبد مناف چین پہنچ گئے۔ اور وہاں بہت کام کیا۔ یہ ۴ ھ میں پہنچے تھے۔ اور چین کے شہر "کونتو" میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کا مقبرہ اب تک وہاں موجود ہے۔ اور ایک شہنشاہ چین نے متعدد پتھر کی چٹانوں پر کچھ اوصاف کندہ کرائے تھے۔ جو اب تک بھی موجود ہیں۔ اور چینی زبان میں اسلامی لٹریچر بھی لکھا ہے "سیرۃ النبوی" "جوہر الدین" "حجۃ الارکان الاسلام" چینی زبان کی مشہور مذہبی کتابیں ہیں۔

چین میں ذرا بھی مذہبی جبر نہیں۔ اور جو حکم قرآن مجید کا حکم ہے۔ لا اکراہ فی الدین بالکل اسی معنی کا ایک قانون چینی دستور میں موجود ہے چین کے عدالتی اور دیگر محکموں میں مسلمان بھی شامل کیے جاتے ہیں "کنفیوشس" بدھ اور اسلام میں ملازمتوں کے معاملہ میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ سب اپنی قابلیت کے مطابق عہدے حاصل کر سکتے ہیں۔ چین کے کنفیوشیوس مذہب والے اور نیز بدھ مذہب گوشت کھاتے ہیں۔

ترکوں کا اسلام

زمانہ حال کا ترک کیمو شاید اسلامی یا ایشیائی خیالات کی حمایت کرنے والا ہو گا۔ مگر وہ دیسا ہرگز نہیں۔ ہر ترکی خاندان ترکی لڑکیاں گانا بجانا سیکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے مدد یافتہ ایک انسٹیٹیوشن ہے جس میں گانا بجانا سکھایا جاتا ہے۔ مدرسوں کو ایک مردوں اور عورتوں کے لئے ٹرینگ کالج ہے۔ ترک گھر کھلے طور پر شراب پیتا ہے۔ وہاں مخلوط ناچ اور عورتوں کا بھی شراب پینا عام ہو گیا ہے۔ ایک بڑا حصہ ایسا ہے جو پیدا ہوا ہے بلکہ ترکی سوشل زندگی کا حصہ بن گئے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ ترک نے اسلام اور اس کے ساتھ مشرقی تمدن کو چھوڑ کر مغربیت کا دامن پکڑ لیا ہے۔ (سید سجاد حیدر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

المقتبسات والملتقطات

یورپ اور اسلام

مسئلہ طلاق اور انجیل ڈرہم کے بشپ ڈاکٹر ہنسن نے ایک عام جلسہ میں کہا کہ قانون کے مطابق جو بچھڑے ہوئے ہیں اُن کی از سر نو [illegible] نہیں ہونے دیتے کہ [illegible] کے خلاف ہوگی یہ غلط ہے [illegible] میں ہے اور جس کی صحت پر بھی بہت شبہ ہے۔ اور جو اگر [illegible] ہوتے تو حالات موجودہ دیکھ کر جو کچھ فرماتے زیادہ عقل سے کام لیکر فرماتے۔

الوہیت مسیح کے متعلق ایک بشپ کے خیالات (۱) جناب مسیح جسماً [illegible] اور قوت [illegible] کے رو سے انسان تھے اور خدا ہرگز نہ تھے (۲) جناب مسیح [illegible] کے الفاظ سے یکہ خدا کے ساتھ [illegible] اور خدا کا پایا جاتا ہے۔ کچھ فقرے جو تم انجیل میں [illegible] ہیں۔ لیکن وہ انجیلیں ہی معتبر نہیں (۳) اب مسیح کے معجزات یا اُن کی ولادت مخالف [illegible] تاہم [illegible] تو [illegible] سے وہ خدا نہیں ٹھیرتے (۴) جناب مسیح کی روح ازلی ابدی نہ تھی ہاں اگر [illegible] بھی ازلی ابدی تسلیم کریجاویں تو بھی سہی۔ (۵) جناب مسیح کے معاصر بعض غلطیوں میں پڑے ہوئے تھے۔ مثلاً انہوں نے بعض دماغی بیماریوں کا نام [illegible] رکھا ہوا تھا..... اور جناب مسیح بھی ان غلطیوں میں پڑے ہوئے تھے۔ جناب مسیح کو [illegible] کے متعلق بڑی توقعات بھی تھے لیکن تاریخاً وہ ثابت نہیں [illegible] پیشگوئیاں غلط نکلیں (ڈاکٹر [illegible])

اسلامی پردہ اور موجودہ یورپ وہ دن گئے جب ہم اسلام پر منہ چڑاتے تھے۔ اسلام کے بعض محاسن ایسے ہیں کہ اگر ان کی پیروی [illegible] لوگ غیرت رکھتے ہیں۔ وہ اپنی عورتوں کا بے محابا پھرنا پسند نہیں کرتے۔ اگر [illegible] اُن کے پردے کی پیروی کریں۔ تو یہ نظارہ عورتوں کا جو ہم انگلستان میں دیکھتے ہیں۔ (ڈیلی [illegible])

عورتوں کی حیثیت عیسائیت میں

مندرجہ ذیل اقتباسات اس حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں

(۱)

عموماً اس رائے کا اظہار بے دریغ کیا جاتا ہے کہ [illegible] موجودہ دنیا عیسائیت اور دیگر اقوام مغرب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے علم وعقل کا نتیجہ ہے۔ لیکن دانت پر ایک ناقدانہ نظر ڈالنے سے عہد عیسویت کی پہلی تین صدیوں کے مذہبی لٹریچر کا کچھ پتہ نہیں ملتا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائیوں کے ہاں عورت کی حیثیت بہت کم اور اس امر کے متعلق خیالات بہت مبتذل اور گھناؤنے تھے (ڈولسن)

(۲)

"بیشک بھوت کی سرشت میں سخت تندی اور سانپ کی طبیعت میں سخت مکاری ہوتی ہے۔ لیکن عورت ان دونوں کی جامع ہوتی ہے۔ (سینٹ گریگری)

(۳)

"اگر تمہارا ایمان ایسا ہی غیر متزلزل اور مستحکم ہو۔ جیسا کہ اس کا ابدی اجر۔ تو اے میری عزیز بہنو! تم میں سے کوئی بھی جس کو اپنے نفس کا اور اپنے محبت کرنیوالے خداوند کا علم ہو۔ خوشنما لباس زیب تن کرنا پسند نہیں کریگی۔ بلکہ وہ چیتھڑوں کو موجب صد زیب و زینت سمجھیگی۔ اور خاک اور دھول سے آلودہ تن رہنا اپنے لئے باعث عزت خیال کریگی۔ گویا وہ حوا ہے جو اپنے کئے پر نادم اور اندوہگین ہے" (ٹرٹولین)

(۴)

"میں نے تمام لوگوں کے اندر عصمت اور پاکدامنی کی تلاش کی جو ان کے لئے واجبی ہے۔ لیکن یہ متاع عدیم المثال مجھے کہیں نظر نہ آئی۔ البتہ ایک شخص کو ہزاروں مردوں میں سے ایک مرد پاکدامن مل سکیگا۔ لیکن عورتوں میں سے ایک بھی نہیں ملیگی" (سینٹ تھامس)

ہندو مذہب کے مختلف فرقے

اہل مذاہب نے اپنے اپنے مذہب کو مذہبی کانفرنس کے جس طریق پر پیش کیا اس کا اقتباس درج ذیل ہے:-

ہندو مذہب ہندو مذہب نے خدا تعالیٰ اور کائنات کو اعلیٰ سے اعلیٰ فلسفیانہ پرواز سے لیکر نہایت ادنیٰ ترین عملیات تک تمام قسم کے خیالات کو رواداری کی نظروں سے دیکھا ہے۔ ہندو مذہب کی جامع و مانع تعریف کرنا جو سب کے لئے قابل قبول ہو بہت مشکل امر ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک عامی آدمی کے لئے یہ مشکل ہے کہ وہ ہندو مذہب کی عالمگیر تعلیم کو سمجھ سکے۔

بدھ مذہب بدھ مذہب میں قوانین قدرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور کوئی شخص جو اس اظہار سے تسلی یافتہ نہ ہو۔ بدھ مذہب کا پیرو نہیں ہو سکتا۔ اس پرچہ میں صحیفہ فطرت کی تین باتوں کا ذکر کیا گیا ہے:۔

(۱) بار بار بدلتے رہنا۔ (۲) ایک چیز کی دوسری چیز سے ناموافقت (۳) تمام وہ باتیں جو ہمارے ذہن میں آتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں۔ ان کا بے حقیقت ہونا۔

ناموافقت کی صورت انسان کے احساس اور ادراک سے پیدا ہوتی ہے۔ ان تینوں باتوں (تلون۔ ناموافقت۔ اور بے حقیقت) سے بچنے کے لئے ہمیں احساس یا ادراک کی طاقت کو کم کرنا چاہیئے۔ یہی اپنے آپکو مٹانا بدھ مذہب کا نصب العین یا نروان ہے۔

زرتشتی مذہب | اللہ تعالیٰ کو پارسی مذہب میں اہنور امزدا (خدائے دانا) سمجھا جاتا ہے۔ روشنی اور ظلمت دونو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور آگ اس کا ظاہر نشان ہے۔

زرتشتی مذہب میں یہ سکھایا گیا ہے۔ کہ انسان کی اعلیٰ غرض اور نصب العین الگ تھلگ اور گیان دھیان کی زندگی سے حاصل نہیں ہوتا۔ انسان اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ کمال تک اس طرح پہنچ سکتا ہے۔ کہ وہ دنیا میں رہے اور غرباء اور محتاجوں کی خدمت کرے۔ روحانیت کی ترقی پارسی مذہب کا نصب العین ہے۔ لیکن بیکاری اس سے مراد نہیں۔ زرتشت کے دعاوی خالصۃً عقل پر مبنی تھے۔ اور کسی اعجازی طاقت کا دعویٰ انہیں نہ تھا۔ اخلاق کے متعلق زرتشتی مذہب میں جو تعلیم دی گئی ہے۔ وہ تکمیل کے لحاظ سے اس پایہ کی ہے جیسے کسی دوسرے مذہب کا اخلاقی ضابطہ۔ وہ کسی دوسرے مذہب کے اخلاقیات کے لئے مضر نہیں۔

جین مت | اس کی سب سے بڑی تعلیم یہ بتائی گئی۔ کہ تمام زندہ چیزوں کو ضرر پہنچانے سے احتراز اعلیٰ ترین مذہب ہے۔

ان کے نزدیک نباتات حیوانات اور انسان اور ایسا ہی شیطان اور ملائکہ ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اور ہمیشہ رہینگے۔ ایسا ہی نجات یافتہ روح اپنی اعلیٰ ترین حالت ہیں۔ اور رحمت و برکت اور بخیر ذاتی ہونا ایک دائمی حقیقت ہے۔ اس آخری حالت تک ہم صرف اسی صورت میں پہنچ سکتے ہیں کہ ضرر رسانی سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ اور یہ بے ضرر رسانی کی حالت غصہ اور جذبات کو دبانے اور دور کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جین مت میں انسان کے اوضاع و اطوار کے قوانین محبت۔ رحم۔ مہربانی۔ شفقت۔ نیکی احساس اور ہمدردی پر مبنی ہیں۔ جینی لوگ لازمی طور پر گھاس خور ہیں۔

برہمو سماج | سماج کی بنیاد ۱۸۲۸ء میں راجہ رام موہن رائے نے رکھی تھی۔ ویدوں کے غیر مبدل ہونے کا خیال ترک کردیا گیا۔

اس سماج کی تعلیم ہے کہ انسان کی مذہبی حالت ترقی پذیر ہے۔ برہمو سماج والوں کا یہ عقیدہ نہیں کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر مذہب میں صداقتیں مل سکتی ہیں۔ بلکہ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ تمام مذاہب جو دنیا میں قائم ہیں۔ صحیح اور سچے ہیں۔ وہ ایک ہی بزرگ و برتر ہستی یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اوتاروں پر ان کا ایمان نہیں۔ روح کے غیرفانی ہونے اور اس کی ترقی پذیر حالت پر ان کا ایمان ہے۔ اور اس دنیوی زندگی کے بعد ایک اخروی زندگی کو بھی وہ مانتے ہیں۔ جس میں حالت اور اک موجود ہوگی۔ خدا سے محبت اور اس کے کام کرنے میں اس کی عبادت بھی شامل ہے۔ اخلاقی صداقت و دانائی کا حصول۔ مخلصانہ احساسات کا پیدا کرنا ان کے رسوم و رواجات نہیں۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے پیغمبر ایک روحانی سلطنت کے بنانیوالے ہیں۔ اور ان سب کے آگے وہ سر اطاعت خم کرتے ہیں:

ایک افریقن پیغمبر

یہ شخص ۱۳۱۲ء میں شہر طیطوان کے قریب کوستہ [illegible] افریقہ کے بنی عمارہ میں ظاہر ہوا۔ اس نے لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف [illegible] شریعت اسلامیہ [illegible] خوب قطع و برید بھی کی۔ اور بہت کچھ رد و بدل کر دیا تھا۔ چنانچہ پانچ نمازوں میں سے فقط دو باقی رکھی تھیں۔ فجر کی اور مغرب کی۔ مگر ان کے اوقات عین طلوع و غروب کی گھڑیاں رکھیں جس وقت اسلام میں نماز ناجائز ہے۔ ماہ رمضان میں روزوں کی فرضیت ساقط کر کے آخر رمضان کے فقط تین یا دس [illegible] باقی رکھے تھے۔ ان کے علاوہ شوال میں دو دن ہر چہار شنبہ کو صبح سے دوپہر تک۔ اور ہر جمعرات کو پورے دن کا روزہ فرض تھا ان احکام سے جو خلاف ورزی کرے اس کے لئے پانچ بکریوں یا بھیڑوں کا کفارہ مقرر تھا۔ حج غسل اور وضو کی ضرورت نہیں باقی رکھی تھی۔ [illegible] گوشت حلال کر دیا تھا۔ مچھلیوں کی نسبت حکم تھا کہ مویشیوں اور چڑیوں کی طرح ذبح کی جائیں۔ غیر مذبوح مچھلی حرام تھی۔ تمام چوپایوں اور طیور کے سر اور طیور انڈے بھی حرام تھے۔ آخر ۱۳۱۹ء یا ۱۳۲۲ء میں شہر [illegible] کے قریب [illegible] اور [illegible] لوگوں سے جو لڑائی ہوئی تھی اس میں مارا گیا۔ علامہ ابن خلدون اسکے مارے جانے کا سن [illegible] ھ بتاتے ہیں:

شیخ اعوج کے مزخرفات لایعنی

حضرت شیخ [illegible] اپنے [illegible] شیخ اعوج کے [illegible] مزخرفات میں مبتلا تھے اسکی ایک مثال دلگداز [illegible] ذیل [illegible] نبی کریم کو دیکھنے کا شوق تھا جو اس قسم کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قصے تراشنے پر مجبور کرتا۔ مگر جب نبی کریمؐ بروزی رنگ میں ظاہر ہوئے [illegible]
یہ لوگ اوّل کافر ہو گئے۔ بہرحال وہ دلچسپ کہانی خواجہ رتن ہندی کے متعلق ملاحظہ ہو:۔

”علامہ ابن حجر فرماتے ہیں میں نے عمر بن محمد ہاشمی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک تحریر دیکھی [illegible]
سے وہ لکھتے ہیں شریف موفق الدین علی بن محمد خراسانی ہروی ۶۰۸ھ ماہ جمادی الاولیٰ میں ہندوستان گئے
وہاں سُنا کہ اطراف دہلی کے ایک گاؤں میں ایک بڑی عمر والے بزرگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلعم
دیکھا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ اور ایک مغربی شخص دونوں ان بزرگ کی زیارت کو گئے۔ ساتھ جا کے
سلام کیا تو انہوں نے پوچھا ”کون ہو؟“ میں نے کہا۔ خراسان کے شہر ہرات کا رہنے والا سید اور حسین
بن علیؓ کی اولاد سے ہوں۔ اور یہ میرے ساتھ ایک ملک مغرب کے رہنے والے ہیں۔ سُن کر کہا۔ حیرت کی بات
ہے کہ میں نے تمہارے دادا رسول اکرم صلعم کو گود میں لیا تھا۔“ میں نے پوچھا آپ کی کتنی عمر ہے؟
”کہا سات سو برس کی۔“ میں نے کہا تو آپ رسول اللہ صلعم سے بھی پہلے موجود تھے؟“ کہا ہاں
میں عیسیٰ مسیح کی اُمت میں تھا۔ اور رسول اللہ صلعم کو نبی ہونے سے پہلے گود میں لیا تھا جبکہ وہ چھوٹے
لڑکے تھے۔“ ہم نے مشرح حالات دریافت کیے تو کہا مجھے خبر ملی کہ حجاز میں محمد صلعم سب سے پچھلے پیغمبر ہیں
جہاز میں سوار ہو کے تین بار روانہ ہوا۔ اور تینوں مرتبہ جہاز تباہ ہو گیا مگر خدا نے مجھے بچا لیا۔ پھر
چوتھی بار گیا تو جدہ تک پہنچ گیا۔ وہاں جہاز سے اُتر کے مکہ کی راہ لی۔ بیچ راہ میں تھا کہ پانی برسا
اور وادیاں بہ نکلیں۔ وہاں ایک لڑکے کو دیکھا کہ اُسکے اور اُسکے اونٹوں کے درمیان ایک ندی حائل
ہے۔ اور وہ اپنے اونٹوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے اُسے گود میں اُٹھا کے ندی کے پار پہنچایا
اس پر اُس نے خوش ہو کے تین بار کہا خدا تمہاری عمر میں برکت دے۔ اور اسکے بعد میں مکہ میں گیا۔ ایک
مدت تک وہاں رہا۔ مگر نبی صلعم کا کہیں سراغ نہ لگا۔ اور اپنے وطن میں واپس چلا آیا تیس یا [illegible]
سال گھر میں رہا تھا کہ نبی صلعم کے حالات سُنے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے
تب میں نے پانچواں سفر کیا اور وارد مدینہ ہوا۔ آپ کو محراب میں بیٹھا پایا۔ سلام کر کے پاس بیٹھ
گیا۔ آپ نے پوچھا ”کہاں سے آئے ہو؟“ عرض کیا ”ہندوستان سے“ فرمایا ”تم ہی ہو جنہوں نے
مجھے مکہ اور جدہ کے درمیان گود میں اُٹھا کے .. ندی کے پار پہنچایا تھا۔ اس وقت میں لڑکا
تھا؟“ میں نے کہا ”بیشک“ فرمایا ”خدا نے تمہاری عمر میں برکت دی۔“ پھر میں مسلمان ہوا اور
بارہ دن تک آپکے ہمراہ رہا۔ آپ ہی کے ساتھ کھانا کھایا اور وطن میں واپس آیا۔ اور یہاں اس
ڈلی کے درخت کے نیچے سکونت اختیار کر لی۔ اس کے بعد شیخ رتن نے ہمارے لئے کھانا منگوایا اور ہمارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ بیٹھ کر تین نوالے خود کھائے۔

سید صاحب فرماتے ہیں طلوع آفتاب سے عصر کے وقت تک میں اُن کے پاس رہا۔ اور دیکھا کہ بیٹھنے میں وہ زمین سے تین ہاتھ اونچے رہتے ہیں۔ ۱۲۱۶ھ میں انہوں نے انتقال کیا۔

زندہ مذاہب

(ماخوذ از رسالہ ریویو آف ریلیجنز لنڈن کے پہلے نمبر سے ترجمہ)

"زندہ مذاہب کون سے ہیں۔ مذہب کی زندگی کو پرکھنے کے لئے ہمیں کیا کسوٹی میسر ہو سکتی ہے" یہ سوال ہے جو مسٹر [illegible] نے اپنی سب سے آخری تصنیف "زندہ مذاہب" میں بیان کرنا چاہا ہے۔ ابتداءً آپ نے ہندوازم کا خاکہ کھینچا ہے [illegible] جسکو وہ مشرقی [illegible] مذاہب کی ماں کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور اس میں کچھ ان تبدیلیوں کا ذکر [illegible] موجودہ [illegible] کو ترقی دینے کے لئے کی گئی ہیں۔ آپکو عیسائیت پر بھی اسی غرض کے لئے عمل تجربہ دکھائی دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں۔ کہ مشرق اور مغرب کے زندہ مذاہب کے خوبیوں اور سائنس سے تعاون [illegible] علم کی موجودہ تہذیب کی ترقی کا باعث ہے۔ آپ آخر میں لکھتے ہیں کہ زندہ مذاہب وہ ہیں جو اثر [illegible] ہمیشہ کھلے ہوں۔ یا یوں کہو کہ زندہ مذاہب وہ ہیں۔ جو نیچر کی پرستش کے لئے بڑی خواہش [illegible] اور سائنس کی روز افزوں صداقتوں سے مخلوط کرنے سے روحانی تقویت حاصل کرنے کے لئے کھلے ہوں۔

کیا ہم ایک [illegible] سے [illegible] شرح سے یہ درخواست کر سکتے ہیں کہ وہ مذہب۔ نیچر [illegible] ہندوازم۔ عیسائیت۔ اور ایسی اصطلاحات کی تشریح فرما دیں۔ کیونکہ ہر شخص ان اصطلاحات کی طرف اپنے خاص معانی [illegible] جو چاہے [illegible] ثابت کر سکتا ہے اور امید کر سکتا ہے۔ بعض اصطلاحات اور لفظی انسانی [illegible] نہیں کر سکتیں۔ اس لئے ایک وہمی خوشی تیار کر لینے سے قبل ہمیں اپنے خیالات کو اچھی طرح [illegible] اپنے پاؤں تلے کی زمین کو محسوس کر لینا چاہیئے۔ مبادا کہ تمام امید کی عمارت کچی بنیاد پر تعمیر ہو جائے۔

[illegible] اس [illegible] کی ہمارے نزدیک یہ ہو سکتی ہے۔ کہ پہلے مذہب کے مطلب اور مقصد کو سمجھا [illegible] ضروری اجزاء یا عناصر کو چن لیا جائے۔ تاکہ صحیح طور پر یہ پتہ لگے کہ اصل مذہب کی حیات کی کیا حقیقت ہے۔ [illegible] بعد دنیا کے مختلف ضروری عقائد و خیالات کی وضاحت اور معائنہ کیا جائے۔ ایسے سلسلے [illegible] انہیں جدا کر دیا جائے۔ باقی جو ہے ان کی حیات پر بھی [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تب آسانی سے معلوم ہوگا کہ ان میں سے کونسا فرقہ میں زندہ مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔ مشرق کا ام المذاہب یعنی ہندوازم تو شاید یکدم ہی مذاہب کے نتیجہ سے خارج ہو جائیگا۔ اور اس طرح مسٹر وکٹر برانڈ فورڈ کو اس کے پرمحنت مطالعہ سے نجات مل جائے۔ کیونکہ ہندوازم کو مذہب کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ چنانچہ آج تک اس کی کوئی بھی وضاحت نہیں کر سکا۔ البتہ جو لوگ ہندو۔ بدھوں۔ سکھوں اور مسلمانوں میں سے بنائے جا سکتے ہیں۔ لیکن جو اس لفظ سے واقف ہیں۔ وہ اس کے مطلب کو بھی جانتے ہیں۔

ایک شخص یا ایک گروہ کے خیالات کو جو کسی مقدس کتاب سے اخذ کر لئے گئے ہوں۔ وہ مذہب نہیں کہا جا سکتا جو صاف طور پر ایک ایسے مجموعۂ عقائد۔ مسائل۔ اصول اور تعلیم کی توضیح کرے۔ جو خود خدا کی طرف سے نازل کئے گئے ہوں۔ کتب کی جو لایعنی اور بے ہودہ تشریحیں کی گئی ہیں۔ جن کی خود کتاب کی عبارت بھی غیر متحمل ہے۔ ان کو بھی زیر غور نہیں لانا چاہئے۔ خواہ ایسا کرنے والے کیسی ہی اعلیٰ حیثیت کے لوگ ہوں۔ ان کو اتنا حق ہے کہ وہ مذہب سے غیر متعلق خود خیالات کا ایک نیا سلسلہ جاری کریں۔ لیکن تاوقتیکہ وہ خدا کی طرف سے الہام کئے گئے ہوں ان کے ایسے خیالات کو یہ نہیں مانا جا سکتا کہ انہوں نے اس مذہب کو تقویت پہنچائی۔ جسکے وہ ترجمان کہلاتے ہیں۔ ہر خیال جو انسان کے دماغ میں آتا ہے۔ الہام نہیں ہوتا۔ وہ خدا کا قول ہوتا ہے۔ جو براہ راست انسان پر نازل ہوتا ہے۔ پس یہ کہنا بجا نہیں کہ مذہب زندہ وہ ہے جو تجدید کے لئے کھلا ہو۔ الا بصورتیکہ اس کی خود خدا کی طرف تجدید ہو نیا بنا لینا تو درکنار انسان کسی مذہب کی ترمیم بھی نہیں سکتا۔

انسان کا بنایا ہوا مذہب قابل اعتماد نہیں ہو سکتا۔ سچا مذہب خدا ہی کا بھیجا ہوا ہو سکتا ہے۔ البتہ اتنا ہو سکتا ہے کہ انسان فلسفہ یا انسانی قوانین مدنی۔ اور قیاس اور خیالات کا ایک سلسلہ جاری کرے لیکن یہ کافی نہیں۔ تمام دنیا کے اعلیٰ ترین دماغ ملکر بھی بغیر خدا کی امداد کے ایک مکمل مجموعۂ قوانین اخلاق اور ایک نیا مذہب انسان کے لئے اور اس کی ہر زمانہ کی ضروریات کے مطابق نہیں بنا سکتے جس طرح کہ روشنی آسمان سے ہی آیا کرتی ہے اور اپنی چمک زمین پر پہنچا دیتی ہے۔ اسی طرح حقیقی ہدایت کی روشنی بھی آسمان سے ہی آتی ہے۔ انکل بازی سے تو انسان اس مطلب روحانی کے منبع تک نہیں پہنچ سکتا کیا گھپ اندھیرے میں تمہاری آنکھ کوئی کام دے سکتی ہے اگر دے سکتی ہے تب تو محض عقل ہی تم کو خدا کی کامل پہچان تک لے جا سکتی ہے۔ پر حقیقی خدا وہ نہیں ہے جس کے ہونٹوں پر مہر لگی ہوئی ہے۔ اور جو اس وجہ سے ہمیں چھوڑ دینے پر مجبور ہے کہ ہم اس کی ہستی کے متعلق خود ہی انکل بازی سے کام لیں۔ نہیں۔ زندہ اور کامل خدا ہمیشہ اپنی ہستی کے متعلق روشن نشان دکھاتا رہا ہے۔ اور اس نے موجود نسل انسانی کو بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسے نشان بخشے جاتے ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ آسمان کے دروازے کُھل جائیں۔ اور پَو پھٹنے لگی ہے خوش بخت ہیں وہ جو جاگ پڑتے ہیں۔ اور سچے خدا کو تلاش کر لیتے ہیں وہ خدا جس پر کوئی بلا غالب نہیں آسکتی۔ جس پر مرورِ زمانہ کوئی اثر نہیں ڈال سکتا۔ اور جس کے جلال کی چمک کبھی مدھم نہیں پڑ سکتی قرآن کریم میں فرماتا ہے "وہ خدا ہی آسمانوں کا نور ہے۔ اور وہی زمین کا نور ہے" وہی ہے جس سے تمام نور نکلتے ہیں۔ سورج میں اسی کا نور ہے اور تمام زندوں میں اسی سے زندگی ہے۔ وہ حقیقی خدا ہے۔ خوش نصیب ہے وہ جو اسے قبول کرتا ہے۔

سچا مذہب کبھی سچی سائنس اور سچے آرٹ کے خلاف نہیں ہوتا۔ اگر کوئی مذہب سائنس اور آرٹ کی مانی ہوئی حقیقتوں اور اصولوں کے مطابق نہیں آتا۔ تو وہ سچا مذہب نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اگر کوئی خاص مذہب سائنس کی حرف گیری کے مقابلہ میں نہیں ٹھیر سکتا۔ تو ہم تمام مذاہب کے لئے یہ خیال کر لیں۔

زندہ مذہب کو زندہ خدا پیش کرنا چاہیئے۔ کوئی مذہب مذہب کہلانے کے لائق نہیں۔ اگر وہ خدا کے زندہ نشان نہیں دکھاتا۔ اگر وہ خدا کے سہارے پر نہیں۔ اور اگر وہ ہمیشہ آسمان سے تازہ امداد حاصل نہیں کرتا۔ اس زمانے کے نبی احمد نے اس حقیقت کو ذیل کے دو شعروں میں خوب بیان کیا ہے:-

وہ دیں ہی کیا ہے کہ جو رہنما نہیں ✿ ایسا خدا ہے اس کا کہ گویا خدا نہیں

لوگو سنو کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں ✿ جس میں ہمیشہ عادتِ قدرت نما نہیں

اُجرتِ اشتہارات

سالانہ	یک صفحہ	۴۰ روپیہ	نصف صفحہ	۲۳ روپیہ
چھ ماہ	"	۲۲ روپیہ	"	۱۳ روپیہ
تین ماہ	"	۱۲ روپیہ	"	۷ روپیہ
فی اشاعت	"	۴½ روپیہ	"	۲½ روپیہ

معذرت:- ماہ جنوری کے رسالے میں [illegible] صاحب کی تحریر سے متعلق جو مضمون چھپا ہے [illegible] رہ گئی ہے مولانا فضل الدین نے ایک [illegible] رسالہ [illegible] نکلا ایک [illegible]
بہجۃ الصدور کا حوالہ صفحہ ۱۳ نہیں بلکہ ۲۶۳ ہے [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

فصلی بخار و طحال کی دوا

فصلی بخار اور طحال کیلئے یہ ایک ہی دوا ہے آج کل سینکڑوں اشتہار فصلی بخار و طحال کی دوا کا آپ دیکھتے ہونگے۔ مگر ان میں عموماً کونین جزو رہتی ہے اسلئے یہ دوائیں بخار کو کچھ وقت کیلئے تو دور کر دیتی ہیں مگر جڑ سے آرام نہیں کر سکتی ہیں۔ ملیریا بخار کیلئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار و طحال کی دوا چند روز میں ایکدم آرام کرنیکا خاص عمدگی رکھتی ہے۔ اور عوام کے فائدہ مدنظر رکھ کر قیمت بھی بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ اس میں تین خاص خاصیتیں ہیں۔ (۱) یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے چار پانچ ہی خوراک کے استعمال سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے (۲) یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے۔ (۳) یہ طحال کو گھٹاتی ہے۔

قیمت فی شیشی کلاں عہ شیشی خورد ۱۰ ؍ محصول ڈاک شیشی کلاں ۸ ؍ اور خورد ۶ ؍

پرانے ملیریا بخار کی گولیاں

لرزہ بخار کا نہ ہو جانے پر باری سے نا کردہ، رات تھوڑا بہت چڑھا رہتا ہے۔ جسم کا خون پانی سا ہو جاتا ہے۔ اور آدمی کا رنگ پھیکا پیلا ہو جاتا ہے۔ تھوڑی محنت سے کلیجہ کانپنے لگتا ہے۔ سانس پھولتی ہے کھانے کی خواہش اور قوت بہت ہی گھٹ جاتی ہے۔ تلی کے بڑھنے سے پیٹ نکل آتا ہے۔ کبھی منہ اور ہاتھ پیروں میں ورم آجاتا ہے اور زندگی وبال ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں یہ گولیاں فائدہ کرتی ہیں۔ اور چار پانچ ہی خوراک میں بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ قیمت پچیس گولیوں کی ڈبیہ ۱۰ ؍ محصول ڈاک ایک یا دو ڈبیہ کا ۶ ؍

کونین کی گولیاں

یہ چار گرین کی خوبصورت چھوٹی ٹکیاں کی شکل میں بنتی ہیں اور سنہرے پیپرمنٹ ڈبیہ میں ہوتی ہیں۔ کونین کا استعمال کرنا ہو تو یہ گولیاں پاس رکھیے اس میں نہ وزن کی ضرورت ہے نہ کھانے میں تلخ ہے قیمت پچیس گولیوں کی ڈبیہ عہ محصول ڈاک ۶ ؍

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ۔ کلکتہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر میری وفات پر اسکے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۲۴/۱۲ ۔ گواہ شد محمد افضل شاہ بقلم خود العبد محمد بخش مذکور قادیان گواہ شد محمد عبدالرحمن ٹھیکیدار بعقلہ بقلم خود +

وصیت نمبر ۲۲۰۷ | میں محمد بخش ولد بھگو قوم نجار پیشہ ٹھیکیداری ساکن قلعہ لعل سنگھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان قیمتی ۵۰ روپیہ اراضی زرعی جو کہ میرے پاس رہن ہے قیمتی ۱۰۰۰ اراضی زرعی بیعہ شدہ قیمتی ۱۵۰ کنال ہے نقد مبلغ ۱۰ روپیہ۔ المرقوم ۲۴/۱۲-۱۷۔ الراقم محمد بخش موصی گواہ شد فتح محمد ولد بھگو برادر حقیقی۔ گواہ شد مرزا غلام اللہ پٹواری قلعہ لعل سنگھ عفی اللہ عنہ کاتب تحریر ہذا بقلم خود

وصیت نمبر ۲۲۲۲ | میں فضل دین ولد جیون قوم جٹ سنگھ ساکن گولیکے ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری موجودہ جائداد چاہ نرنجے والہ واقعہ موضع گولیکے ضلع گجرات میں ۱۸ بیگہ زمین چاہی و بارانی ہے۔ اسکے ہم دو بھائی مالک ہیں یعنی میں ۹ بیگہ کا مالک ہوں مگر ۲ بیگہ زمین میری جانب سے ۲۵۰ روپیہ پر رہن ہے۔ اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ اس زمین کی قیمت ۱۲۰۰ روپیہ ہے جس میں سے ۲۵۰ روپیہ منہا کرکے باقی کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد میری ملکیت میں ثابت ہو یا موجودہ جائداد کی قیمت بڑھ جاوے تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی ۲۴/۱۲/۲ گواہ شد بقلم خود غلام محمد العبد فضل دین ولد جیون موصی گواہ شد کرم الدین گولیکے

وصیت نمبر ۲۲۲۴ | میں سردار بیگم زوجہ ڈاکٹر نور احمد صاحب قوم جاٹ کاہلوں ساکن کھیوہ چک نمبر ۱۱۲ تحصیل و ضلع لائلپور کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں .... میری اسوقت جائداد موجودہ مہر صمار ۵۰۰ روپیہ زیورات قیمتی اسار روپیہ ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز آئندہ کیلئے بھی یہ وصیت کرتی ہوں کہ اگر میری وفات پر کوئی مزید جائداد میری ملکیت میں ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور جو رقومات میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ کرجاؤں اور رسید حاصل کر لوں تو اس قسم کی رقومات حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاوینگی فقط والسلام ۲۴/۱۲/۳۱ الراقم سردار بیگم موصیہ گواہ شد ڈاکٹر نور احمد سب اسسٹنٹ سرجن گواہ شد فیض احمد بقلم خود برادر ڈاکٹر نور احمد صاحب موصوف

وصیت نمبر ۲۲۰۶ | میں غلام فاطمہ زوجہ محمد بخش نجار ساکن قلعہ لال سنگھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیورات سنہری و نقرئی قیمتی ۱۱۵ روپے مہر مبلغ ۵۰۰ روپے ہے ۱۷/۱/۲۴ ۔ العبد غلام فاطمہ موصیہ گواہ شد محمد بخش خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد مرزا اسلام اللہ پٹواری قلعہ لعل سنگھ عفی اللہ عنہ

وصیت نمبر ۲۱۸۶ — ۱۲/۱/۲۴

میں محمد طفیل ولد منشی محمد علیخان قوم ککے زئی ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد قریباً بارہ ہزار روپیہ کی ہے جسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بذریعہ وصیت کے ذریعہ سے میں انجمن صدر احمدیہ قادیان کو قرار دیتا ہوں۔ اس جائداد کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔ اراضی واقعہ بٹالہ و موضع خطیب قیمتی چار ہزار آٹھ صد روپیہ تین مکانات واقعہ شہر بٹالہ قیمتی سات ہزار دو صد روپیہ۔ کل میزان بارہ ہزار روپیہ۔ اس جائداد کے علاوہ اگر میں کوئی اور جائداد اپنی زندگی کے اندر بنالوں تو میرے مرنیکے وقت نئی جائداد شامل کرکے جس قدر جائداد ہوگی اس سب کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اپنے اس حصہ وصیت کو میں نے اپنی ماہوار آمدنی کے عشر کے ذریعہ اپنی زندگی میں ۲۷ نومبر ۱۹۱۹ء سے ادا کرنا شروع کردیا ہوا ہے اور انشاء اللہ بعونہ و کرمہ تعالیٰ اسی طرح ادا کرتا رہونگا جب تک کہ سالم حصہ وصیت یعنی دسواں حصہ جائداد وصیت کردہ کا پورا نہ ہو جاوے یہ عشر اپنی آمدنی ماہوار کا یا اسکے علاوہ جو رقوم میں اپنی زندگی میں ادا کر جاؤں۔ ایسی تمام رقوم میرے حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جاویں۔ اور باقی جس قدر صحیح طور پر مجھ سے واجب الادا ہو اسکی ادائیگی کے ذمہ دار میرے ورثاء اور میری جائداد ہوگی۔ لہذا یہ چند حروف لکھدیئے ہیں کہ سند رہے۔ المرقوم ۹ ستمبر ۱۹۲۳ء خاکسار محمد طفیل احمدی عفا اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر احمدیہ سکول قادیان۔ گواہ شد قاضی عطاء اللہ بقلم مدرس مدرسہ احمدیہ ۹/۹/۲۴ گواہ شد عبد السلام بھٹی بقلم خود مدرسہ احمدیہ ۹/۹/۲۴

وصیت نمبر ۲۱۸۵

میں آمنہ زوجہ شیخ عبد الغنی صاحب نائب تحصیلدار قوم شیخ ساکن ڈالہ بانگر ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) اسوقت میری جائداد زیور اور مہر کو ملا کر ۵۰۰ صد کی ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ اور اگر کوئی اور زائد جائداد علاوہ اسکے حاصل ہوگی تو اسکی نسبت بھی یہی وصیت ہوگی فقط ۹ اگست ۱۹۲۲ء۔ آمنہ بی بی موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد عبد الحق ولد عبد اللہ قوم شیخ۔ گواہ شد عبد الغنی نائب تحصیلدار علی پورہ ضلع مظفرگڑھ بقلم خود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر [illegible]

میں عبد الرحمن ولد المنگنہ قوم چیر احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیۃ کرتا ہوں۔ میں پہلے اس سے بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیۃ کی ہوئی ہے میری یہ وصیۃ جو اس وصیۃ (۱۱۸۲) کا ضمیمہ ہے اسکی ہمراہ شامل کیجائے۔ اسوقت میں یہ وصیۃ کرتا ہوں کہ میری وفات تک میری پہلی وصیۃ پر عمل رہیگا اور میری وفات پر جو جائداد میری خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ میری ملکیت یا قبضہ میں ثابت ہو اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کو قبضہ کرنیکا اور وصول کرنیکا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان میں خرچ کرنے کا پورا اختیار حاصل ہوگا۔ اسوقت میری جائداد موجودہ حسب ذیل ہے۔ نقد روپیہ ما ۵ے اور اسی قدر رقم کا مال ابھی موجود فقط ۱/۲۳ بقلم خود عبد الرحمن احمدی دوکاندار۔ گواہ شد محمد حسین درزی قادیان ۱/۲۳۔ گواہ شد نظام الدین سندی بقلم خود ۱/۲۳

وصیت نمبر [illegible]

میں فضل دین ولد ولی محمد قوم کشمیری ساکن کنیام تحصیل و ضلع جہلم بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیۃ کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد ایک مکان قیمتی ستار اور نقد میرے پاس ستار ہے کل مبلغ ستار کی جائداد ہے فقط ۱۲/۲۴ ۳ گواہ شد علی بخش سکنہ رتاں من العبد فضل دین قادیان گواہ شد وزیر محمد سکنہ رہتاس از قادیان +

وصیت نمبر [illegible]

میں امۃ الحمید بیگم زوجہ قاضی محمد رشید کلرک قلعہ میگزین راولپنڈی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد کے متعلق حسب ذیل وصیۃ کرتی ہوں (۱) میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اُسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجاویگی (۳) میری غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں۔ البتہ منقولہ جائداد عمار میرا مہر کا ہے اور عمار کا زیور ہے۔ گواہ شد خاوند موصیہ محمد رشید بقلم خود العبد امۃ الحمید بیگم موصیہ گواہ شد والد موصیہ محمد عبد اللہ احمدی بوتالوی ۱۲/۲۴ ۳

وصیت نمبر [illegible]

میں جیواں بی بی زوجہ چوہدری غلام محمد آوان ساکن دار الفضل قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت اپنی جائداد متروکہ کے متعلق کرتی ہوں (۱) میری مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے چھٹے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد اڑھائی سو روپیہ کی قیمت کا زیور ہے ۹/۲۴ ۱۲ گواہ شد غلام احمد پسر موصیہ الراقم جیواں بی بی موصیہ گواہ شد غلام محمد سکنہ ڈلہ ماسٹر مڈل سکول قادیان خاوند موصیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(نمبر وصیت [illegible]) میں گلاب بی بی زوجہ عبدالحق احمدی قوم ارائیں ساکن چک ۲۴۱ گوکھووال تحصیل و ضلع لائل پور کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اسوقت میری غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں۔ منقولہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر ۱۰۰ تمام قیمتی ۱۰۰ زرنگ قیمتی ۸ دس چوڑیاں نقری اور ایک جوڑی بند نقرئی اور ایک عدد ہار نقرئی ہے اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کر کے حسب ذیل زیورات چوڑیاں ۴ عدد بند ۲ عدد ہار ایک عدد دفتر محاسب میں بھجوا دئے ہیں (دیکھو رسید ۲۶/۲۲) چندہ شرط اول بھی داخل کر دیا ہے۔ میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد اسکے علاوہ ہو اسکے اسی قدر حصہ کی مالک ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں اس نئی پیدا ہونیوالی جائداد سے اسکا حصہ ۱/۱۰ حصہ بصورت جائداد یا رقم داخل کر دوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی ۱۹/۲۴-۱۶۔ الراقم گلاب بی بی موصیہ گواہ شد عبدالحق خاوند موصیہ گواہ شد سید محمد طفیل سکرٹری انجمن احمدیہ گوکھووال بقلم خود۔

(نمبر وصیت [illegible]) میں چودھری عبداللہ خان ولد چودھری فتح دین قوم آوان ساکن قادیان محلہ دارالفضل ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد بطور خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے یعنی ایک مکان جو متصل کوٹھی حضرت میاں بشیر احمد صاحب ہے اور محلہ دارالفضل میں واقعہ ہے۔ المرقوم ۱۳-۲۴/۱۲۔ الراقم عبداللہ خان بقلم خود۔ گواہ شد علم دین دوکاندار قادیان۔ گواہ شد چودھری غلام محمد سکینڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان +

(نمبر وصیت [illegible]) میں خاکسار سلطان محمد ولد امام بخش قوم نجار بشانہ گر ساکن امرتسر دروازہ لوہ گڑھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جو میرے حصہ کی اسوقت قریباً الف ۵۰۰ روپیہ کی ہے ۲۴ نومبر ۱۹۲۳ء بقلم خود سلطان محمد ولد موصی۔ گواہ شد مستری عبدالعزیز ولد معول دین۔ گواہ شد قمرالدین سکرٹری انجمن احمدیہ شکار بقلم خود

(نمبر وصیت [illegible]) میں محمد بخش ولد بینڈہ قوم کمہار ساکن غیر ونڈ والہ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت موجودہ جائداد از قسم مال مویشی و سامان خانہ داری وغیرہ قیمتی مبلغ ما ۲۰۰ ہے غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت